مریم عزیز

[illegible]

گلی کا موڑ مڑتے ہی اس کی نظر اس شخص پر پڑی جو ایک ٹانگ دیوار سے ٹکائے دوسری ٹانگ کے سہارے اپنے مخصوص حلیے میں کھڑا تھا۔ جینز پر شوخ رنگ کی قمیص پہنے ہاتھ پر مختلف رنگوں کے بینڈ چڑھائے اور کالر کے کھلے بٹنوں سے جھانکتی چین۔ اس پر نظر پڑتے ہی ایک دم سیدھا ہوتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارنے لگا۔ کائنات نے جلدی سے نظریں جھکا کر ماتھے تک لی ہوئی چادر کو مزید آگے سرکایا۔ ہر قدم کے ساتھ اس کی گھبراہٹ میں اضافہ ہونے لگا تھا۔

"آداب عرض ہے۔" اس کے قریب پہنچنے پر وہ ایک ادا سے جھکا تو کائنات کے قدموں میں مزید تیزی آگئی۔

"میں تمہاری ایک جھلک کے لیے آدھا آدھا گھنٹہ کھڑا رہتا ہوں اور تم ہو کہ جواب دینا تو دور نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتیں۔" اس کے پیچھے چلتے ہوئے وہ شکوہ کرنے لگا۔

کائنات نے چور نظروں سے سنسان گلی کو دیکھا۔

"اس طرح چپ رہ کر تم کب تک مجھے نظرانداز کرو گی۔ یہ میری شرافت ہے جو میں اب تک برداشت کر رہا ہوں۔"

اس کا لہجہ اچانک دھمکی آمیز ہو گیا۔ وہ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے تالا کھولنے لگی۔ زینت آنٹی کا دروازہ کھلتے ہی جہاں وہ چونکا۔ وہیں کائنات نے بھی سکون کا سانس لیا۔

"میں اماں کو بھیجوں گا تمہاری طرف۔" وہ اس کے

مکمل ناول

UrduPhoto.com

کانوں میں صور پھونکتے ہوئے واپس مڑ گیا۔

"کیا کہہ رہا تھا نامراد؟" زینت آنٹی نے اس کی اڑی ہوئی رنگت دیکھتے ہوئے پوچھنے لگیں۔

"چل تو پریشان نہ ہو۔ میں سمیرا کو بھیجتی ہوں۔" اسے تسلی دیتے ہوئے واپس مڑ گئیں تو وہ بھی دروازہ دھکیل کر اندر آگئی۔ چادر اتار کر کتنی دیر تک خالی الذہن کی کیفیت میں دیوار کو گھورتی رہی۔ سمیرا کی آواز پر وہ گہرا سانس لیتے ہوئے باہر آگئی۔

☼ ☼ ☼

"آج اسکول میں تمہارا دن کیسا گزرا؟" سمیرا نے اسے دیکھا جو تیزی سے گوبھی کاٹ رہی تھی۔

"اچھا تھا۔ ابھی تو ایک ہفتہ ہوا ہے' ایڈجسٹ ہونے میں تھوڑا ٹائم تو لگے گا۔" اس نے نل کھول کر گوبھی کی ٹوکری سنک میں رکھ دی۔

"تو ٹھیک ہے نا' تمہاری بوریت ختم ہوگئی۔ ہمیں دیکھو ایف۔ اے کرکے اتنے سالوں سے گھر میں بیٹھ کر ہنڈیا ہی پکا رہے ہیں۔" اس کی بے زاری پر وہ کھل کر مسکرائی۔

"تم سے کتنا کہا تھا' میرے ساتھ آگے ایڈمیشن لے لو پر تم۔۔۔"

"کیا کروں یار' پڑھنے میں اپنا دل نہیں لگتا۔" سمیرا نے مسکین سی شکل بنا کر کہا تو وہ مسکرا دی۔"

"امی بتا رہی تھیں آج اسامہ تمہارے پیچھے گھر تک آیا تھا؟" سمیرا کے سوال پر اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ اس نے کٹی ہوئی گوبھی ہنڈیا میں ڈال دی۔

"کہتا کیا ہے؟" اس کے مسلسل خاموش رہنے پر اس نے دوبارہ پوچھا تو کائنات نے ایک گہرا سانس لیا۔

"اپنی اماں کو بھیجوں گا۔" سمیرا کچھ دیر خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"پتا نہیں کیوں تمہارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے۔ پہلے وہ آنٹی شبانہ کی نورین کے پیچھے تھا۔ تمہاری خوبصورتی کی وجہ سے نورین کی بچت ہوگئی۔ ویسے اتنا ہی کہہ رہا ہے تو شادی کرلو۔" سمیرا کی بات پر اس نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"ایک بات کہوں' برا مت ماننا۔ اسامہ کی اتنی ہمت میں ہے، اس میں ہاتھ تمہاری اپنی بزدلی کا ہے۔ تمہارے خوف نے اسے اتنی شہہ دی ہے کہ آج وہ تمہارے پیچھے تک آگیا۔ کل کو گھر میں بھی گھس آئے گا۔" سمیرا کی تفصیلی آواز پر اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔

"ہاں رو لو' تمہیں اور کام ہی کیا ہے۔ حد ہوتی ہے بزدلی کی بھی۔"

"جب وہ پہلی بار تمہارے راستے میں کھڑا ہوا تھا تب ہی اگر تم اسے جوتی لگا دیتیں تو اس کی عقل ٹھکانے آجاتی۔ نہ خود کچھ کرتی ہو اور نہ تایا جی کو کچھ بتاتی ہو۔"

"تم جانتی ہو' میں ایسا نہیں کرسکتی۔ جوتی اتارنے کے لیے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے ہمت تب آتی ہے جب آپ کو کسی کی پشت پناہی حاصل ہو۔ جہاں تک بابا کی بات ہے۔ میں نے ان سے ایک بار شکایت کی تھی تو انہوں نے کہا کہ وہ اپنے راستے کھڑا رہتا ہے۔ تم اسے نظرانداز کردیا کرو۔ ایسے لوگوں کو کچھ کہنا خود کو ذلیل کروانا ہے۔ اب تم بتاؤ میں کیا کروں؟" وہ اچانک بری طرح رونے لگی تو سمیرا نے دکھی نظروں سے دیکھا اور اٹھ کر اس کے پاس آگئی۔

"کائنات! اس طرح زندگی نہیں گزرتی۔ دنیا میں بہت سے لوگ اکیلے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ڈر کر جینا چھوڑ دیں۔ میں بھی اکیلی ہوں' نہ باپ ہے نہ بھائی' میں تو کسی سے نہیں ڈرتی۔" ہاں' ایک بات ہے۔ تمہاری طرح بہت خوبصورت نہیں ہوں۔" سمیرا نے پیار سے اس کے گال کو چھوا تو وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی۔

"یہ ہوئی نا بات۔" سمیرا کے دلاسے پر اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"اچھا! میں چلتی ہوں۔" اسے فریج سے آٹا نکالتے دیکھ کر سمیرا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سمیرا! بابا کے آنے تک رکو نا؟" کائنات کی لجاجت بھری آواز پر اس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"پلیز کائنات! اب بڑی ہو جاؤ۔ ابھی تایا جی۔۔۔۔" بیل کی بات پر اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ کائنات دروازے کی طرف بھاگی۔

"وعلیکم السلام۔" شکیل صاحب نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"خیریت' آج سمیرا بیٹی ابھی تک یہیں ہے؟" انہوں نے شرارت سے اسے دیکھا جسے سمجھ کر وہ مسکرا دی۔

"بس تایا جی! آپ جانتے ہیں۔ میرا واسطہ کچھ زیادہ ہی بہادر لوگوں سے پڑ گیا ہے۔"

UrduPhoto.com

شکیل صاحب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ ان دونوں کی شرارت سمجھ کر کائنات نے برا سامنہ بنایا۔

"خود تم بہت بڑی تیس مار خان ہو۔"

"تم سے بہتر ہوں۔" "اچھا تایا جی! میں چلتی ہوں۔" وہ کائنات کے سر پر چپت لگاتے ہوئے وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

جب وہ کھانا لے کر کمرے میں آئی تو شکیل صاحب آنکھیں بند کیے چت لیٹے تھے۔

"بابا!" اس کے آہستہ سے پکارنے پر انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور اُٹھ کر بیٹھ گئے۔

"کھانا تو بہت مزے کا ہے۔" انہوں نے دوسرا نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔ تو وہ مسکرادی۔

"بابا! آپ آج بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔"

"بیٹا جی! تھکتے وہ ہیں جو کام کرتے ہیں۔ میں بس آفس جاتا ہوں۔ اپنی سیٹ پر بیٹھتا ہوں اور پانچ بجے اٹھ کر واپس آجاتا ہوں۔" ان کے بے ساختہ انداز پر وہ مسکرادی۔

"فیضان انکل کا کیا حال ہے؟"

"آج کل امریکہ گیا ہوا ہے اپنے بیٹے کے پاس، ورنہ صبح صبح میرے سر پر پہنچ جاتا تھا۔" انہوں نے مسکرا کر پانی کا گلاس اٹھالیا۔

"بابا! کیا وہ بہت اچھے ہیں؟" کائنات نے اپنا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے ٹکا کر بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"ہماری واقفیت کالج میں ہوئی تھی۔ وہ بہت امیر تھا۔ میں ذرا اسے نظر انداز ہی کرتا تھا لیکن یہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا۔ ایف ایس سی کے بعد یہ باہر چلا گیا اور میں بی اے کے بعد روزگار کی تلاش میں بھٹکنے لگا۔ پھر زندگی اتنی مشکل ہوگئی کہ دوست وغیرہ سب بھول گئے، پھر بہت عرصے بعد ان دنوں جب میری جاب چھوٹ گئی تھی تو یہ مل گیا۔ گزرتے وقت نے مصائب کے جو نشان میرے چہرے پر چھوڑے تھے۔ ان میں سے ایک نشان بھی اس کے چہرے پر نہیں تھا۔ بہر حال اس نے مجھے جاب دی۔ کبھی کبھی تو مجھے اس کے خلوص پر حیرت ہوتی ہے۔"

"بابا! آپ انہیں کسی دن گھر لائیں نا، میرا ان سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے۔"

"کائنات! بے شک وہ بہت اچھا ہے۔ لیکن اس کا اپنا ایک اسٹینڈرڈ ہے۔ پتا نہیں وہ یہاں آنا پسند کرے گا یا نہیں۔" شکیل صاحب کے لہجے میں اچانک احساسِ کمتری عود کر آیا۔

"بابا! آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں۔"

"بس، ایسے ہی ایک بات کی تھی۔" اس کا افسردہ چہرہ دیکھ کر انہوں نے اس کا گال تھپتھپایا تو وہ خاموشی سے ٹرے اٹھا کر باہر نکل آئی۔

چارپائی پر لیٹی وہ ایک ٹک آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ بچپن ہی سے کھلے آسمان پر چمکتا چاند اسے بہت پرکشش لگتا تھا۔ وہ خود نہیں جانتی تھی وہ چاند میں کس کی شبیہ تلاش کرتی ہے۔ اپنا ہر غم، ہر خوشی وہ اس سے شیئر کرتی۔ اسے لگتا چاند اس کی ہر بات سنتا ہے۔ کچھ دنوں سے وہ بہت خوش تھی۔ پچھلے ڈیڑھ سال کے عرصے میں پہلی بار اسامہ اسے نظر نہیں آیا تھا۔ اپنے کمرے سے نکلتے شکیل صاحب دہلیز پر ہی رُک گئے۔ ان کی نظریں کائنات پر تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا، چاند کی روشنی جیسے اس کے چہرے پر ٹھہر گئی ہو۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے قریب آگئے۔ ان کے پکارنے پر وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

UrduPhoto.co

"بابا! آپ اب تک سوئے نہیں؟"

"یہی سوال میں بھی تم سے پوچھ سکتا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کے قریب بیٹھ گئے۔

"میں بس ایسے ہی۔" وہ خاموشی سے اپنی ہتھیلیاں دیکھنے لگی۔

"آج بھی لگتا ہے تم اپنے چاند کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف تھیں۔ مجھے بھی بتادو۔ چاند میں ایسا کون سا چہرہ نظر آتا ہے، جو میری بیٹی کو اتنا خوبصورت بنا دیتا ہے؟"

"بابا! آپ بھی بس۔" ان کے شرارتی انداز پر وہ جھینپ کر ہنس پڑی۔ کچھ دیر ان کے درمیان خاموشی چھائی رہی جسے پھر کائنات نے ہی توڑا۔

"بابا! آپ سے ایک بات پوچھوں۔" اس نے اپنا رخ مکمل طور پر ان کی طرف موڑ لیا۔ شکیل صاحب نے اس کی طرف دیکھ کر گویا اسے پوچھنے کی اجازت دی۔

"بابا! امی نے ہمیں کیوں چھوڑا تھا؟" اس کے سوال پر وہ چونکے اور نہ ہی حیران ہوئے کیونکہ بچپن سے اس نے اگر ان سے کوئی سوال متواتر کیا تھا تو وہ بس یہی تھا۔ ہر بار ان کی طویل خاموشی پر وہ چپ ہو جاتی تھی لیکن اس بار انہوں نے خود کو جواب دینے کے لیے تیار کر لیا۔ کیونکہ اپنی ماں کے بارے میں اسے جاننے کا پورا حق تھا۔

"تمہیں اپنی ماں بہت یاد آتی ہے؟" انہوں نے الٹا اس سے سوال کیا۔

"نہیں۔" وہ قطعی انداز میں بولی۔ "بچپن کی کچھ دھندلی یادیں ابھی بھی میرے ذہن میں موجود ہیں۔ وہ آپ سے بہت لڑا کرتی تھیں۔ میں تو صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ایسی کون سی وجہ تھی کہ انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ جو ان سے آج بھی اتنا ہی پیار کرتے ہیں۔ اور انہوں نے ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا۔" شکیل صاحب نے ایک گہرا سانس لیا۔

"تمہاری ماں میری خالہ زاد تھی۔ وہ بہت خوبصورت تھی۔ بچپن سے اماں کہا کرتی تھیں رخسانہ میرے شکیل کی دلہن بنے گی۔ یہ بات جیسے میرے دماغ میں جم کر رہ گئی۔ ہر ماں کی طرح میری ماں کی نظر میں بھی میں کسی شہزادے سے کم نہیں تھا۔ وہ اپنے لاڈلے بیٹے کے لیے چاند سی بہو لانا اپنا حق سمجھتی تھیں۔ مجھے اپنی عام سی شکل کا ادراک تو تھا لیکن پھر بھی میں سب کچھ اماں کی نظروں سے دیکھتا رہا۔ رخسانہ کے کھنچے کھنچے انداز کو میں حیا سمجھتا۔ وہ کسی اور کو پسند کرتی تھی۔ اس سے اس نے شادی کیوں نہیں کی یہ میں نہیں جانتا۔ میں تو اسی میں خوش تھا کہ وہ مجھ سے شادی کر رہی ہے۔ شادی کے بعد اس کی بے رخی کے باوجود میں دیوانوں کی طرح اسے چاہتا رہا۔ دو سال بعد تم پیدا ہوئیں۔ میں تو جیسے خوشی کے مارے پاگل سا ہو گیا۔ پھر رخسانہ کا تمہاری طرف رجحان دیکھ کر بھی مطمئن ہونے لگا۔ میں اب آفس سے جلدی آنے لگا کیونکہ میں جانتا تھا میری بیٹی میرا عکس انتظار کرتی ہے۔ تمہارے لیے میں عام شکل کا آدمی نہیں تھا۔ تمہارا مجھے اہمیت دینا بہت اچھا لگتا تھا۔ میری یہ خام خیالی کہ تمہاری محبت رخسانہ کے لئے زنجیر ثابت ہو گی غلط ثابت ہوئی۔

ایک دن جب میں آفس سے گھر پہنچا وہ تمہیں اور مجھے چھوڑ کر جا چکی تھی۔ میں پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈتا رہا مگر وہ نہیں ملی۔ ایک ہفتے بعد وہ خود میرے پاس آئی، لیکن معافی مانگنے نہیں بلکہ مجھ سے چھٹکارا پانے کے لئے۔ اس نے کہا اگر میں واقعی اس سے محبت کرتا ہوں تو اسے آزاد کر دوں۔

میں اس سے محبت کرتا تھا اس لیے اسے آزاد کر دیا۔ کچھ نہیں بچا تھا، میرا احساس کمتری بڑھنے لگا کہ کئی بار میں نے خودکشی کا سوچا لیکن صرف تمہارے لیے جینا پڑا۔ میں اب بھی ہر روز اللہ سے شکوہ کرتا ہوں اگر وہ مجھے عام شکل کا نہ بناتا تو اس کا کیا جاتا۔"

ان کی آواز بھرا گئی تو کب سے چپ چاپ سنتی کائنات ان کے سینے سے لگ گئی۔

"بابا! آپ عام نہیں ہیں۔ آپ خاص ہیں۔ دنیا کے سب سے خوبصورت انسان۔ آپ میری نظروں سے خود کو دیکھیں۔"

"میں جانتا ہوں، میں تمہارے لیے بہت خاص ہوں۔ اسی لیے تو زندہ ہوں، ورنہ رخسانہ کی نفرت نے تو ہر راستہ بند کر دیا تھا۔" وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اس کا سر سہلانے لگے۔ اور وہ دل گرفتگی سے سوچنے لگی۔

"بابا! آپ کی کم ہمتی نے ہماری زندگی میں کتنا بڑا خلا پیدا کر دیا ہے۔ آپ کے ساتھ ساتھ اس کا خمیازہ میں بھی بھگت رہی ہوں۔ مرد تو اپنی محبت کے لیے بڑے تنگ نظر ہوتے ہیں۔ بے شک امی کسی کو پسند کرتی تھیں لیکن تھیں تو آپ کے نکاح میں۔ آپ نے انہیں کسی اور کے ہاتھ میں سونپنا کیسے گوارا کر لیا اور پھر وہ آپ کی محبت بھی

UrduPhoto.com

تھیں۔ مرد تو وہ ہوتا ہے، جو اپنی بات منوانے والا ہو۔ تو کیا یہ سب کتابی باتیں ہیں۔" اس نے آنکھیں موند لیں۔

"ایک آپ ہیں جنہوں نے اپنی کم ہمتی کی وجہ سے گھر کی عزت کو آرام سے دوسروں کے حوالے کردیا۔ اور ایک اسامہ ہے جو دوسروں کی دہلیز کو اپنی غنڈہ گردی کے زور پر روندنے کی کوشش کرتا ہے۔ مردانگی کے یہ کون سے روپ ہیں؟ ایسے مرد کہاں ہیں جنہیں دیکھ کر تحفظ کا احساس ہوتا ہے؟ جو اپنی عزت کے لیے کچھ بھی کرجاتے ہیں جن کی بہن بیٹیوں کو کوئی ٹیڑھی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ جو اپنی محبت کے لیے کچھ بھی کرسکتے ہیں۔"

اس نے تھک کر اپنا سر شکیل صاحب کی گود میں رکھ دیا۔

☼ ☼ ☼

وہ بڑے مگن انداز میں گنگناتے ہوئے صحن میں جھاڑو لگارہی تھی۔ واشنگ مشین کی بیل پر وہ جھاڑو رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ شکیل صاحب بڑے غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔ رات کو ہونے والی باتوں کا کوئی عکس اس کے چہرے پر نہیں تھا۔ کپڑے ٹب میں ڈال کر وہ کچن کی طرف بھاگی تو ایک آسودہ سی مسکراہٹ ان کے ہونٹوں کو چھو گئی۔

"بیٹا! ایک وقت میں ایک ہی کام کیا کرو۔ ایک ٹانگ تمہاری صحن میں ہوتی ہے تو دوسری کچن میں۔ یہ نہ ہو' کچھ دیر بعد تم چکرا کر صحن میں ڈھیر ہوجاؤ۔" ان کے شرارتی انداز پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بابا! آپ جانتے ہیں میں ایک مصروف بندی ہوں۔ صرف ایک سنڈے کا دن میرا اپنا ہوتا ہے۔ آپ کے اور میرے اتنے کپڑے جمع ہیں وہ بھی تو دھونے ہیں 'اور ساتھ آپ کو اسپیشل ڈش کھلانی ہے اس لیے کچن کا دورہ "وقتاً فوقتاً" ضروری ہے۔" تار پر کپڑے پھیلاتے ہوئے وہ ان سے باتیں بھی کررہی تھی۔

"تو اللہ کی بندی سنڈے کا مطلب یہ تو نہیں تم خود کو گھن چکر بنالو۔ بس اب سب چھوڑو اور اپنے بابا کے پاس آجاؤ۔" ان کے انداز پر وہ کپڑے وہیں رکھ کر ان کی طرف بڑھی لیکن دروازے پر دستک سن کر اسے مڑنا پڑا۔ دروازہ کھولتے ہی نظر آنے والی ہستی کو دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ چکرا کر رہ گئی۔

"کون ہے بیٹا؟" اسے یوں کھڑا دیکھ کر شکیل صاحب خود اٹھے۔ دروازے میں کھڑی اسامہ کی والدہ کو دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ بھی حیران ہوئے لیکن اگلے ہی پل انہوں نے ایک استقبالیہ مسکراہٹ چہرے پر سجالی۔

"ارے بانو آپا! اندر آئیں ناں!" بانو بیگم نے گہری نظر اس کے سفید پڑتے چہرے پر ڈالی اور قدم اندر کی طرف بڑھادیے۔

"اندر چلتے ہیں"

"نہیں، یہیں ٹھیک ہے۔" شکیل صاحب کے کہنے پر انہوں نے صحن میں رکھی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے وہیں بیٹھ گئے۔

"شکیل! میں تم سے ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں"۔

کچن میں کھڑی کائنات کا ہر عضو کان بن گیا۔

"آپ حکم کریں آپا!"

"میں اسامہ کے لیے کائنات کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں۔" بانو بیگم کی بات سن کر وہ ساکت رہ گئی۔ جب کہ ان کے سامنے بیٹھے شکیل صاحب نے گہرا سانس لیا تھا۔

"آپا! آپ میرے گھر آئیں۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہوئی لیکن اس بات کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔"

"کیوں شکیل! کیا برائی ہے میرے اسامہ میں؟" ان کے تحمل سے دیے گئے جواب پر وہ تنک کر بولیں۔

"کیا اچھائی ہے اسامہ میں؟" وہ صرف سوچ کر رہ گئے۔

"آپا! بات اچھائی یا برائی کی نہیں۔ بس میں ابھی کائنات کی شادی نہیں کرنا چاہتا۔" انہوں نے ٹھنڈے لہجے میں انہیں ٹالنا چاہا لیکن وہ حسبِ عادت بھڑک اٹھیں۔

"حد ہوتی ہے شکیل! پچھلے ڈیڑھ سال سے میں تمہارے گھر کے چکر لگارہی ہوں۔ ہر بار تم ٹال جاتے ہو۔ ابھی تمہیں کائنات کی شادی نہیں کرنی تو کب کرنی ہے۔ ایم اے وہ کرچکی ہے۔ مزید کیا کرے گی۔ آخر کرنا تو ہانڈی روٹی ہے۔ ایم اے کرواکر تم سمجھ رہے ہو تمہاری بیٹی کو سرخاب کے پر لگ گئے ہیں۔ یہ ہم ہی ہیں جو بار بار آجاتے ہیں۔" وہ غصے سے بولتے ہوئے اچانک خاموش ہوگئیں۔ کیونکہ شکیل صاحب بغیر کسی تاثر کے زمین کو گھور رہے تھے۔ انہیں اپنا لہجہ بدلنا پڑا۔

"شکیل! کائنات کو ہم بہت خوش رکھیں گے۔"

"آپا! یہ قسمت کے فیصلے ہیں، جو صحیح وقت آنے پر خود

UrduPhoto.com

ہی ہو جاتے ہیں۔"

بانو بیگم نے غصے سے پہلو بدلا۔ "چلو مان لیا کائنات زیادہ پڑھی لکھی ہے۔ اسامہ ایف اے بھی نہیں کر سکا۔ لیکن تم جانتے ہو' وہ ہمارا اکلوتا بیٹا ہے اور ہمارے پاس اللہ کا دیا بہت ہے۔ ہم تمہاری بیٹی کو رانی بنا کر رکھیں گے۔

انہوں نے جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا مگر تب ہی کائنات کو آتا دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ انہوں نے غور سے کائنات کی پریشان صورت دیکھی جو چائے کے کپ میز پر رکھ رہی تھی۔ اس کے جاتے ہی وہ دو ٹوک انداز میں بولے۔

"دیکھیں آپا! بات اگر تعلیم کی ہوتی تو شاید میں کمپرومائز کر لیتا۔ لیکن اسامہ کی صحبت اچھی نہیں۔ ہر خراب لڑکے کے ساتھ اس کی دوستی ہے۔ پچھلے ماہ چوری کے کیس کے سلسلے میں وہ جیل بھی جا چکا ہے۔ کائنات کا میرے سوا اس دنیا میں کوئی نہیں۔ میں اس کے لیے ایسا ساتھی چاہتا ہوں جو میرے بعد اسے تحفظ دے سکے۔ جب کہ اسامہ! وہ خود محفوظ نہیں۔ میری بیٹی کو کیا تحفظ دے گا؟"

"تو تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری بیٹی کے لیے اس دو کمروں کے محل میں کوئی شہزادہ اُترے گا؟" ان کا لہجہ غصیلا ہونے کے ساتھ استہزائیہ بھی تھا۔

"ہو سکتا ہے آپا! میری بیٹی اتنی بخت آور ہو۔" وہ مسکرا کر بولے تو بانو بیگم کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھیں۔

"یہ تم اچھا نہیں کر رہے شکیل! یہ انکار تمہیں بہت بھاری پڑ سکتا ہے۔" ان کے دھمکی آمیز لہجے پر کائنات کانپ کر رہ گئی۔

"میں ایک بار پھر معذرت چاہتا ہوں آپا!"

"ہونہہ!" وہ غصے سے واپس مڑ گئیں۔ انہیں اپنے بیٹے پر سخت تاؤ آ رہا تھا۔ اسی کی ضد پر وہ بار بار آجاتی تھیں۔ غلطی ان کی تھی۔ انہوں نے ہی نورین سے چھٹکارا پانے کے لیے اسامہ کی توجہ کائنات کی طرف مبذول کروائی تھی۔ کائنات خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ اس چار مرلے کے گھر کی اکلوتی وارث بھی تھی۔ انہیں یہ سب بہت آسان لگ رہا تھا۔ لیکن اسامہ کی دن بہ دن بڑھتی غلط سرگرمیوں نے بہت مشکل کھڑی کر دی تھی۔ وہ مانتی تھیں ایک باپ ہونے کے ناتے شکیل صاحب کے خدشات بالکل صحیح ہیں لیکن وہ اپنی ممتا کے ہاتھوں اپنے بیٹے کی غلط حرکتوں کو نظرانداز کرنے پر مجبور تھیں۔ پچھلے کچھ عرصے میں انہوں نے کوشش کی کہ اسامہ' کائنات کا خیال دل سے نکال دے لیکن اب وہ اسے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔

دروازے سے نکلتے ہی ان کی نگاہ گلی کے موڑ پر کھڑے اسامہ پر پڑی جو ان کے نکلتے ہی تیزی سے ان کی طرف بڑھا تھا۔ انہوں نے بے چارگی سے بند دروازے کو دیکھ کر اپنی طرف بڑھتے ہوئے بیٹے کو دیکھا اور خود کو اس کے ردِعمل کے لیے تیار کرنے لگیں۔

☆ ☆ ☆

وہ اپنی بس کا انتظار کر رہے تھے جب کسی نے انہیں سلام کیا۔ اپنے پیچھے کھڑے اسامہ کو دیکھ کر وہ پریشان ہو گئے۔ تاہم ایسا کوئی تاثر چہرے پر لائے بغیر مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیا۔

"کل میری اماں آئی تھیں آپ کی طرف؟ اسامہ کے سوال پر انہوں نے تھوک نگلتے ہوئے سر ہلایا۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری ماں کی بے عزتی کرنے کی؟" اس کے سخت لہجے پر ان کا سارا اطمینان رخصت ہو گیا۔ پتا نہیں بانو بیگم نے کس انداز میں بات کی تھی جو آج وہ ان کے سامنے تھا۔

"بیٹا! میں نے ایسی تو کوئی بات نہیں کی۔" اپنی آواز کی لرزش انہیں خود بھی محسوس ہوئی۔

"تو کیا اماں جھوٹ بول رہی ہیں۔ آپ نے نہیں کہا کہ میں کائنات کے قابل نہیں۔ کائنات کی شادی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ میں ایک غنڈہ ہوں جس کی کمپنی غلط لڑکوں کے ساتھ ہے۔" اس کی اونچی آواز پر انہوں نے گھبرا کر ارد گرد دیکھا۔ جہاں سے اکا دکا لوگ ہی گزر رہے تھے۔

"آپ کا خیال ہے آپ کی بیٹی کے لیے شہزادہ آئے گا؟ غلط فہمی ہے آپ کی۔" "آپ کی بیٹی اتنی بھی بختاور نہیں کہ مجھ سے اس کی جان چھوٹ جائے۔ آپ کی بیٹی کا نصیب اب یہ غنڈہ ہی بنے گا اور یہ بات اتنی ہی طے ہے جتنی پتھر پر لکیر۔"

شکیل صاحب کو اس کے سرد لہجے سے سخت خوف محسوس ہوا۔

"اس غنڈے کی اب تک آپ نے شرافت دیکھی ہے۔ ڈیڑھ سال تک اماں آپ سے شریفوں کی زبان میں بات

UrduPhoto.com

کرتی رہیں اس لیے کہ میں کائنات کو عزت سے اپنے گھر لانا چاہتا تھا لیکن اب مجبوراً مجھے اپنی زبان استعمال کرنی پڑے گی۔ کل آپ خود اپنی بیٹی کا رشتہ طے کرنے میرے گھر آئیں گے دوسری صورت میں آپ کی بیٹی کو اٹھوانا میرے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

شکیل صاحب کے لیے اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا مشکل ہو گیا۔

"چلتا ہوں' امید ہے۔ اپنے ہونے والے داماد کی بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی۔"

وہ اپنی بے خوف نظریں ان کی خوفزدہ آنکھوں میں گاڑتے ہوئے مسکرایا اور اگلے ہی پل فاتحانہ چال چلتا ہوا واپس مڑ گیا۔ اور انہیں وہاں سے نکلنے کے لیے اپنی پوری توانائی صرف کرنا پڑی۔

دفتر پہنچے ہوئے انہیں چار گھنٹے گزر چکے تھے۔ لیکن اس کے لہجے کی سفاکی وہ اب تک محسوس کر رہے تھے۔ ان کے لیے فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا۔ اگر آگے کھائی تھی تو پیچھے کنواں۔ کائنات کو وہ بہت اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ اسامہ سے کتنا ڈرتی تھی۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے وہ اس کی پریشانی دیکھ رہے تھے۔ لیکن ہر بار ان کی بزدلی انہیں اسامہ سے کسی قسم کی بازپرس سے روک دیتی اور کل اسامہ کی ماں کو دیکھ کر جو سراسیمگی اس کے چہرے پر پھیلی اس نے وقتی طور پر انہیں ہر انجام سے بے نیاز کر دیا لیکن آج پہلی بار اسامہ ان کے سامنے آیا تھا۔ اس کا انداز اور دھمکی دونوں ہی وہ نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔ اگر وہ کائنات کی شادی اس سے کروا دیتے تو ساری عمر ان کی بیٹی روتی رہے گی۔ اور اگر نہیں کرتے تو بھی ان کی بیٹی بدنامی اور ایک داغ کے ساتھ ساری عمر گزارے گی۔ انہوں نے بے بس ہو کر اپنا سر میز پر ٹکا دیا۔

"کس سے مدد مانگوں؟" لاچار ہو کر وہ رو پڑے۔

"شکیل!" مانوس آواز پر وہ چونکے ان کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے۔

"کیا ہوا' تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" ان کے سامنے فیضان صاحب پر تشویش انداز میں کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تم کب آئے؟"

"کل ہی آیا ہوں۔ دیکھو اپنے ساتھ کسے لایا ہوں۔" خوشی سے معمور لہجے میں انہوں نے اپنے دائیں طرف لاتعلق سے انداز میں کھڑے شخص کی طرف اشارہ کیا تو شکیل صاحب کی نظریں بے ساختہ اس کی طرف اٹھیں۔

"یہ میرا سب سے لاڈلا' غصیلا بیٹا ہے مصطفیٰ' اور مصطفیٰ یہ میرا فرینڈ شکیل سرور۔"

اس نے شاید انہیں سلام کیا تھا لیکن وہ تو اب تک فیضان کے لہجے میں کھوئے تھے۔ کیا نہیں تھا اس کی آواز میں۔ مان' محبت' جوان بیٹے کا غرور۔ انہوں نے ایک بار پھر باتیں کرتے ہوئے فیضان سے نظریں ہٹا کر اس لڑکے کو دیکھا۔ چھ فٹ سے نکلتا قد' تیکھے اور مغرور نقوش' کسرتی جسم اپنے باپ کا دایاں بازو' اس کی شخصیت میں ایسی بات تھی جو اگلے بندے کو مرعوب کر دیتی۔ انہوں نے ایک بار پھر فیضان کو دیکھا جس کا انداز آج کچھ اور ہی تھا۔ اتنے شاندار بیٹے کے پہلو میں کھڑا آج اور بھی جوان لگ رہا تھا۔ انہیں ایک دم اپنے سینے کے بائیں پہلو میں شدید درد کی لہر اٹھتی محسوس ہوئی۔ ان کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر فیضان صاحب تیزی سے ان کی طرف بڑھے تھے۔

☼ ☼ ☼

اس نے ایک بار پھر گھڑی کی طرف دیکھا۔ جو رات کے دس بجا رہی تھی۔ ساڑھے پانچ بجے وہ گھر میں ہوتے تھے لیکن آج اتنی دیر کیوں ہو گئی۔

"بابا! آپ کہاں ہیں" صحن میں پھیلے اندھیرے کو دیکھ کر وہ رو پڑی۔ اس نے سارے گھر کی لائٹیں جلا رکھی تھیں۔ لیکن خوف کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ بیل کی آواز پر وہ چونکی اور اگلے ہی پل اس نے بنا پوچھے دروازہ کھول دیا۔

"بابا!" شکیل صاحب کو دیکھ کر وہ بے اختیار ان کی طرف بڑھی لیکن ان کے ساتھ دو اجنبی صورتیں دیکھ کر اسے فی الفور رکنا پڑا۔

"اجازت ہو تو ہم اندر آجائیں۔" وہ جو دروازے کے درمیان ساکت کھڑی تھی۔ فیضان صاحب کی شوخ آواز پر شرمندہ ہو کر دروازے کی اوٹ میں ہو گئی۔ وہ دونوں شکیل صاحب کو سہارا دے کر اندر لے آئے۔ تو وہ گلاسوں میں پانی ڈال کر اندر لے آئی۔ فیضان صاحب کو پانی دے کر وہ اس کی طرف مڑی' جو دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے سنجیدہ کھڑا تھا۔

"نو تھینکس...." وہ اس پر نظر ڈالے بغیر بولا۔ "ڈیڈ! میں باہر آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔"

UrduPhoto.com

کسی کو مزید کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر وہ باہر نکل گیا۔
فیضان صاحب نے تاسف سے گردن ہلا کر اس کی پشت کو دیکھا اور پھر اسے جو اب بھی ٹرے ہاتھ میں تھامے سرخ آنکھوں کے ساتھ نڈھال لیٹے شکیل صاحب کو دیکھ رہی تھی۔ انہیں بے ساختہ اس کی پریشان صورت پر پیار آیا۔

"شکیل! آج مجھے اندازہ ہو رہا ہے تم مجھے اپنے گھر کیوں نہیں بلاتے تھے۔" فیضان صاحب کے کہنے پر شکیل صاحب کے ساتھ ساتھ کائنات نے بھی چونک کر انہیں دیکھا۔ دوائیوں کے زیر اثر ماؤف ہوتے ہوئے اپنے دماغ کے باوجود ان کا احساس کمتری پوری طرح عود کر آیا۔ انہوں نے شرمندگی سے اپنے گھر کے در و دیوار کو دیکھنے کے بعد سامنے بیٹھے اس شاندار سے شخص کو دیکھا۔

"مجھے پہلے ہی پتہ تھا، تم بہت امیر ہو۔" فیضان صاحب کا شوخ لہجہ انہیں اپنا مذاق اڑاتا محسوس ہوا۔

کائنات نے پریشانی سے اپنے باپ کا چہرہ دیکھا۔ وہ ان کے چہرے پر چھائے ہر احساس کو پڑھ رہی تھی۔

"تم نہیں چاہتے تھے کہ میں کبھی بھی اتنی پیاری بیٹی سے ملتا۔ اور تم اکیلے اپنی بیٹی کا پیار سمیٹتے رہتے۔" فیضان صاحب کی بات پر شکیل صاحب نے گہرا سانس لیا۔ جب کہ کائنات جھینپ سی گئی۔

"یہاں آؤ بیٹا!" فیضان صاحب نے قریب رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا تو وہ ان کے قریب بیٹھ گئی۔ شکیل صاحب نے بوجھل ہوتی آنکھیں بند کر لیں۔ ان پر غنودگی چھانے لگی تو فیضان صاحب کی آواز آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگی۔ موبائل کی بپ پر وہ دونوں چونکے۔ فیضان صاحب نے جلدی سے کوٹ کی جیب سے موبائل نکالا تو کائنات نے باپ کا زرد چہرہ دیکھا جو گہری نیند سو رہے تھے۔

"لو آدھا گھنٹہ ہو گیا اور مجھے پتا ہی نہیں چلا وہ یقیناً باہر بیٹھا جل بھن رہا ہو گا۔" فیضان صاحب جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اچھا بیٹا! میں چلتا ہوں۔" مگر باہر نکلتے ہوئے یکدم دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

"شکیل کو کوئی پریشانی ہے؟" فیضان صاحب کے پر تشویش انداز پر وہ خود سوچنے پر مجبور ہو گئی۔ جب کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"انکل! بابا کو ہوا کیا ہے؟" کب سے دل میں مچلتا ہوا سوال زبان پر آ گیا۔

"انجائنا کا اٹیک ہوا ہے لیکن اب پریشانی والی کوئی بات نہیں۔" اس کی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں دیکھ کر انہیں تسلی دینا پڑی۔ ان کے موبائل پر دوبارہ بپ ہوئی تو وہ مسکرا اٹھے۔

"اب میری خیر نہیں۔" وہ بڑبڑائے۔

"اچھا بیٹا! اپنا اور شکیل کا خیال رکھنا۔ اس سے کہنا کچھ عرصے آفس نہ آئے، ریسٹ کرلے، میں چکر لگاتا رہوں گا۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر نکل گئے۔

☆ ☆ ☆

"بابا! کہاں جا رہے ہیں؟" وہ ناشتا لے کر اندر آئی تو شکیل صاحب کہیں جانے کو تیار کھڑے تھے۔

"کچھ دیر میں آتا ہوں۔" وہ مزید کسی بات کا موقع دیے بغیر باہر نکل گئے۔ وہ حیران ہوتے ہوئے کچن میں آ گئی۔ ابھی وہ برتن دھو کر فارغ ہی ہوئی تھی کہ وہ واپس بھی آ گئے اور ایک نظر اسے دیکھ کر اندر چلے گئے۔ کھانا پکا کر جب وہ اندر آئی تو وہ بیڈ پر بیٹھے ایک ٹک دیوار کو گھور رہے تھے۔ وہ خاموشی سے ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

"بابا! کیا بات ہے؟" اس نے الجھن بھری نظروں سے انہیں دیکھا۔

"میں اسامہ کے ساتھ تمہارا رشتہ پکا کر آیا ہوں۔" انہوں نے سپاٹ لہجے میں اس کے سر پر دھماکا کیا۔ وہ اتنی حیران ہوئی کہ کچھ پل کے لیے اسے اپنی سماعت پر دھوکا ہوا۔

"بھلا بابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" دل کی پکار پر اس نے امید بھری نظروں سے انہیں دیکھا جنہوں نے ایک بار بھی اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔

"بابا!" اس کی حیران آواز پر ان کی آنکھوں میں پانی اکٹھا ہوا جسے انہوں نے آنکھیں میچ کر روکا۔

"کائنات! میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے، پھر میں کب تک تمہارے ساتھ رہوں گا۔ اچھا ہے میرے سامنے تم اپنے گھر چلی جاؤ۔" ان کی تسلی پر بھی اس کی بے یقینی میں کوئی فرق نہ آیا۔

"مجھے معاف کر دو کائنات! تمہارا بابا ایک بار پھر مجبور ہو گیا ہے۔" اس کی بے یقینی پر وہ رو پڑے۔ تو اس کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی۔

"جی بابا!" محض یہ دو لفظ ادا کر کے وہ وہاں سے اٹھ

UrduPhoto.com

آئی۔ "یہ تو ہونا ہی تھا۔" اس نے چولہا جلاتے ہوئے سوچا پھر بھی پتا نہیں کیوں کہیں ایک موہوم سی آس تھی۔ وہ کچھ دیر آگ کے شعلوں کو دیکھتی رہی اور پھر جھٹکے سے چولہا بند کردیا۔

"بابا مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ انہوں نے میرے لیے اچھا ہی سوچا ہوگا۔" اس نے جیسے خود کو تسلی دی۔ اور اگلے ہی پل اس نے زمین پر بیٹھ کر اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپالیا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☆ ☆ ☆

آج اسامہ سے اس کی بات طے ہوئے دو ہفتے گزر چکے تھے۔ لیکن اسے لگتا تھا وقت رک سا گیا ہے۔ کچھ دن پہلے اسامہ اپنی ماں کے ساتھ ان کے گھر آیا تھا۔ اور جتنی دیر اسے چائے میز پر رکھنے میں لگی، اتنی دیر اس کی بے باک نظریں اس پر جمی رہیں۔ اس کے باپ کی موجودگی بھی ان نظروں کو لگام نہیں دے سکی تھی۔ دستک کی آواز پر اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"بابا! یہ کیا ہوا؟" شکیل صاحب کے سر پر لگی پٹی دیکھ کر وہ بے ساختہ چیخ پڑی۔ انہیں بازو سے تھام کر اندر لا کر بٹھایا۔ جب وہ پانی کا گلاس لے کر آئی تو انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے غور سے ان کا جائزہ لیا۔ ان کی قمیص پر جگہ جگہ خون کے دھبے لگے تھے۔

"بابا!" اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ان کے دونوں ہاتھ چہرے سے ہٹائے۔ اگلے پل وہ ساکت رہ گئی۔ وہ رو رہے تھے۔

"کائنات! تمہارا باپ اتنا کمزور اور بزدل کیوں ہے۔ میں نے تمہارے لئے اتنا بڑا فیصلہ کیا تم نے کوئی احتجاج کیوں نہیں کیا؟ کم از کم اپنے باپ کو برا ہی کہہ لیتیں۔" وہ چپ چاپ برستی آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی۔

"تم..... کائنات! چلی جاؤ یہاں سے، اپنے لیے تم خود فیصلہ کرو، کم از کم تم بہادر بن جاؤ۔" وہ اسے نصیحت کررہے تھے۔ اس کی آنکھوں میں شکوے اُتر آئے۔

"میں بہادر کیسے ہوسکتی ہوں بابا! کیسے.....؟ کم ہمتی تو میرے خون میں ہے۔ بزدلی تو مجھے وراثت میں ملی ہے۔" وہ دل ہی دل میں ان سے شکوہ کرنے لگی۔ اس کی مسلسل خاموشی پر انہوں نے اپنا چہرہ صاف کیا۔

"بابا! آپ کو چوٹ کیسے لگی؟"

"گر گیا تھا۔" انہوں نے لیٹ کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

"بابا! آپ ٹھیک تو ہیں نا؟" اس کی بھرائی ہوئی آواز پر انہوں نے جلدی سے آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹایا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، تم پریشان مت ہو۔ بس کچھ دیر سونا چاہتا ہوں۔" اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور لائٹ آف کرکے باہر نکل آئی۔

☆ ☆ ☆

بند دروازے کو دیکھ کر اس نے نظریں پھر سے چاند پر ٹکادیں۔ پہلے چاند کا عکس اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں خواب سجادیتا تھا۔ لیکن آج اس کی نظریں سپاٹ تھیں۔ کیونکہ جو ایک امید تھی وہ ختم ہوگئی تھی۔ آج بابا کا رویّہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ وہ جانتی تھی اپنے فیصلے سے وہ خود خوش نہیں۔ ایک پل کے لیے اس کے دل میں خواہش جاگی کہ وہ بھی اپنی ماں جیسی بن جائے لیکن اگلے ہی پل اس نے اپنے دل کو جھڑک دیا۔ وہ اپنے بابا کی مجبوری سمجھتی تھی۔ "پھر آج بابا ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟"۔

ڈور بیل کی آواز پر گھر کی خاموش فضا میں ارتعاش پیدا ہوا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔

"کون؟" دروازے کے قریب جا کر اس نے پوچھا۔

"میں سمیرا!" اس نے حیرت سے دروازہ کھول دیا۔ سمیرا اندر آگئی۔

"تایا جی کہاں ہیں؟"

"اندر سو رہے ہیں۔" کائنات نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب ان کی طبیعت کیسی ہے؟"

کائنات نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "تمہیں کیسے پتا چلا؟"

"تم نہیں جانتیں؟" سمیرا نے ٹٹولتی نظروں سے اسے دیکھا۔ جواب پریشان نظر آنے لگی تھی۔

"آج اسامہ کے گھر پولیس آئی تھی۔ شاید پھر کسی کیس کے سلسلے میں تایا جی بھی وہیں تھے۔ اسامہ اور ان کی لڑائی ہوگئی۔ اسامہ نے ان پر ہاتھ اٹھایا۔"

سمیرا نے اس کو دیکھ کر نظریں چرائیں جو پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

UrduPhoto.com

"کیوں؟" بڑی دیر بعد اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"تایا جی نے تمہارا رشتہ اس سے ختم کرنے کی بات کی تھی۔" کائنات نے اپنا سر جھکا لیا۔ وہ اسے مزید تفصیل سنا رہی تھی لیکن اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ سمیرا کے جانے کے بعد اس نے بند دروازے کو دیکھا۔ بابا کے رویے کی وجہ اب اسے سمجھ میں آ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کائنات!" شکیل صاحب کے پکارنے پر وہ ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"بابا! آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے تشویش سے انہیں دیکھا۔

"میں رخسانہ سے ملنے جا رہا ہوں تاکہ وہ تمہیں یہاں سے لے جائے۔"

"کیوں بابا؟" وہ مزید پریشان ہوئی۔

"تمہارا یہاں رہنا اب ٹھیک نہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے باہر نکل گئے جب کہ وہ حیران پریشان ان کے پُرسکون لہجے پر غور کرنے لگی۔ ابھی دوپہر کا کھانا بنا کر فارغ ہی ہوئی تھی کہ وہ واپس آ گئے۔ اسے کچھ پوچھنا نہیں پڑا، ان کی سرخ آنکھیں اس کے ہر سوال کا جواب تھیں۔ وہ کافی دیر کشمکش کی کیفیت میں باہر کھڑی رہی پھر تھک کر اندر آ گئی وہ ایک ٹک چھت کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے آہستگی سے ان کے قریب بیٹھ کر ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"بابا! آپ خوامخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس.... اسامہ.... اچھا ہے۔"

وہ ایک ہی جملے میں دوبارا اٹکی جب کہ وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتے رہے۔

"بابا! مجھے اسامہ کے ساتھ شادی پر کوئی اعتراض نہیں۔" اس نے مسکرا کر انہیں مطمئن کرنا چاہا۔

"کائنات!" ان کے لہجے پر اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔ اور ان کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ اس کے سر پر دھماکے کی طرح پھٹ رہا تھا۔

"وعدہ کرو کائنات!" اچانک انہوں نے اٹھ کر اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔ ان کا تنفس ایک دم بہت تیز چلنے لگا۔

"بابا!" اس نے گھبرا کر ان کا کندھا ہلایا جو گہرے سانس لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ باہر مسلسل بجتی بیل پر اس نے ایک نظر انہیں دیکھا اور تیزی سے باہر کی طرف بھاگی۔

"ہیلو کیسی ہو بیٹا؟" اسے دیکھ کر وہ خوش دلی سے مسکرائے۔

لیکن اگلے ہی پل وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ "کیا ہوا"

"انکل! بابا کو پتا نہیں کیا ہوا ہے؟" اس نے روتے ہوئے بمشکل بات مکمل کی تو وہ اندر کی طرف بھاگے۔ فیضان صاحب کتنی دیر تک ساکت لیٹے شکیل صاحب کی نبض تھامے کھڑے رہے۔

"انکل! بابا بول کیوں نہیں رہے؟" اس نے ڈرتے ڈرتے فیضان صاحب کی سنجیدہ صورت دیکھی۔

"میں ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں۔" انہوں نے جلدی سے اپنا موبائل نکالا۔

اس دوران سمیرا کے گھر والوں سمیت پورا محلہ اس کے گھر جمع ہو چکا تھا۔ محلے کے کمپاؤنڈر نے ان کی موت کی تصدیق کر دی لیکن وہ ہنوز بے یقین تھی۔

لیکن جب ڈاکٹر نے بھی وہی الفاظ دہرائے تو وہ اپنی چیخوں کو نہیں روک سکی تھی۔

☆ ☆ ☆

برآمدے کے پلر سے ٹیک لگائے وہ خالی نظروں سے صحن کو دیکھ رہی تھی۔ کچھ دن پہلے یہیں سے اس کے باپ کا جنازہ اٹھا تھا۔ اس آنگن نے کوئی خوشی نہیں دیکھی، صرف دُکھ دیکھے تھے۔ کبھی خوابوں کے ٹوٹنے کا دکھ، کبھی اپنوں کے جانے کا دُکھ۔ کتنی حیرت کی بات تھی کہ وہ ماں جس کے پیار کی وہ سدا سے متلاشی تھی وہ پچھلے پانچ دنوں سے اس کے ساتھ تھیں۔ لیکن اب اسے ان کی چاہ نہیں تھی۔ رخسانہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چونکی، لیکن جب اس کے انداز میں کوئی فرق نہ آیا تو انہوں نے خود ہی ہاتھ ہٹا لیا۔ وہ کچھ دیر مناسب لفظوں کی تلاش میں رہیں۔ پھر کھنکھارتے ہوئے بولیں۔

"شکیل نے تمہیں میرے بارے میں کیا بتایا تھا میں نہیں جانتی اور پتا نہیں تم میری بات سمجھ سکو گی یا نہیں؟" وہ بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔

"میں نے کبھی بھی شکیل کو شوہر کی حیثیت سے پسند نہیں کیا۔ صرف اپنی ماں کے کہنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ میں

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

نے اسے صاف بتایا تھا میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں لیکن..... خیر....." انہوں گہرا سانس لیا۔ "کسی ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارنا جسے آپ پسند نہ کرتے ہوں، کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا۔ شاید تم میری اس بات کا اندازہ کرسکو، کیونکہ تمہیں بھی زندگی ایسے ہی شخص کے ساتھ گزارنی ہے۔"

کائنات کی ساکت آنکھوں میں جنبش ہوئی۔

کوئی ماں ایسے اپنی اولاد پر طنز کرسکتی ہے؟ اسے بہت تکلیف ہوئی لیکن وہ اس کی تکلیف سے بے خبر کہے جارہی تھیں۔

"میرا ایک آئیڈیل تھا، کچھ خواب تھے، خواہشیں تھیں، جنہیں شکیل کبھی بھی پورا نہیں کرسکتا تھا۔ شاہد وہ شخص تھا جسے میں پسند کرتی تھی۔ وہ میرا منتظر تھا تو میں کب تک برداشت کرتی۔ ہر انسان کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق ہے۔ اس لیے میں شاہد کے پاس چلی گئی اور اس کا مجھے کوئی افسوس نہیں۔" کائنات نے پہلی بار ان کی طرف دیکھا۔

"کچھ دن پہلے شکیل میرے پاس آیا تھا، تمہارے لئے وہ پریشان تھا لیکن اس قدر پریشان تھا اس کا اندازہ نہیں تھا مجھے۔ اس کی موت کا مجھے دکھ ہے لیکن میں بھی مجبور ہوں۔ شاہد کو شاید تمہارا وہاں رہنا اچھا نہ لگے۔ پرسوں میں اس کے ساتھ کینیڈا جارہی ہوں، ہمیشہ کے لیے۔ اگر میں نہیں جاتی تو وہ اپنی پہلی بیوی کو لے جاتا اور میں یہاں اکیلی رہ جاتی۔ میں یہ گولڈن چانس مس نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن میں کوشش کروں گی وہاں جاکر تمہیں بلالوں۔"

وہ اسے بہلا رہی تھیں۔ "اپنا خیال رکھنا۔ کینیڈا پہنچ کر میں تمہیں فون کروں گی۔" انہوں نے اس کا ماتھا چوم کر کچھ نوٹ اس کی گود میں رکھے اور واپس پلٹ گئیں۔

کوئی ماں اتنی بے حس بھی ہوسکتی ہے۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔ اس نے ان سے کوئی امید نہیں باندھی تھی۔ لیکن پھر بھی بہت تکلیف ہورہی تھی۔ گھر کے سونے در و دیوار، شام کے سائے اس کو ہولانے لگے تو اس نے بے اختیار اپنے باپ کو یاد کیا۔

✡ ✡ ✡

سمیرا اور زینت آنٹی کو دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرائی اور دروازہ چھوڑ کر اندر آگئی۔

"تمہاری ماں کہاں ہے؟" زینت بیگم نے اس کے پیچھے آتے ہوئے متلاشی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"وہ چلی گئیں۔"

"کیا.....؟" ان کی آواز میں حیرت تھی۔

"تم ساتھ نہیں گئیں؟" زینت نے بغور اس کا زرد چہرہ دیکھا۔

"آنٹی! میں یہیں ٹھیک ہوں۔ انہوں نے مجھے چلنے کو کہا تھا پر میں نے سوچا میں وہاں آرام سے نہیں رہ سکتی، پھر آپ لوگ تو ہیں نا میرے پاس۔"

اس نے مسکرا کر انہیں دیکھا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔

"دیکھو بیٹا! تمہارے یہاں رہنے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم سب تمہارے ہیں۔ لیکن کائنات! ابھی تو اسامہ جیل میں ہے لیکن کبھی نہ کبھی تو وہ باہر آئے گا اور آتے ہی وہ شادی کی بات کرے گا۔ تم کرلوگی اس سے شادی؟"

زینت آنٹی کی بات پر اس نے سر جھکا لیا۔

"اس سے ٹکر لینا ہمارے بس کی بات نہیں۔ میں خود ایک اکیلی عورت دو بیٹیوں کا ساتھ ہے۔ کوئی اونچ نیچ ہوگئی تو....."

"آنٹی! پھر میں کہاں جاؤں؟" وہ اتنی بے بسی سے بولی کہ زینت آنٹی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس سے پہلے وہ مزید کوئی بات کرتیں۔ دروازے پر ہونے والی دستک پر ان تینوں نے چونک کر دیکھا جہاں دروازے کے درمیان فیضان صاحب کھڑے تھے۔ کائنات نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔ شکیل صاحب کی وفات کے بعد وہ روز اس سے ملنے آتے تھے۔ ان کو دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ بعض اوقات خلوص کے رشتے خون کے رشتوں سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔

وہ زینت آنٹی سے سلام دعا کرکے اس کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ سمیرا ان کے لیے چائے لے آئی۔

"پھر بیٹا کیا کرنا ہے؟" اٹھنے سے پہلے انہوں نے پھر پوچھا تو وہ رو پڑی۔ فیضان صاحب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ زینت بیگم نے ساری تفصیل الف سے یے تک انہیں سنادی۔

"اب آپ ہی بتائیں اس کی ماں تو چلی گئی، میں اتنی بڑی ذمہ داری کیسے لے سکتی ہوں؟"

"اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے؟ میں کائنات

UrduPhoto.com

کہہ کر پھر اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔
"یہ میرا دوسرا بیٹا شہروز' آرمی میں کیپٹن ہے۔ آج کل اس کی پوسٹنگ گوجرانوالہ میں ہے' ویک اینڈ پر آیا ہوا ہے۔" کائنات کے دیکھنے پر وہ مسکرایا۔
"یہ میرا سب سے چھوٹا بیٹا معیز تھرڈ ائیر کا اسٹوڈنٹ ہے لیکن حرکتیں پرائمری کے بچوں جیسی۔"
ان کی بات پر سب کا ایک جاندار قہقہہ سننے کو ملا۔ تعارف کے بعد وہ سب پھر اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے جب کہ وہ خاموشی سے چمچ ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔
کھانے کے بعد فیضان صاحب اسے اس کے کمرے میں چھوڑ گئے۔ پچھلے کچھ دنوں سے وہ مسلسل جاگ رہی تھی۔ کچھ دیر آنکھ لگتی تھی تو تنہائی کا احساس سونے نہیں دیتا تھا۔ بستر پر لیٹ کر اس نے آنکھیں بند کرلیں لیکن نیند آنکھ سے کوسوں دور تھی۔ "اجنبی لوگ اور اجنبی گھر۔" اس نے چھت کو گھورتے ہوئے سوچا۔ اس نے بہت کوشش کی' لیکن پھر بھی آہستہ آہستہ تکیہ بھیگنے لگا۔

✡ ✡ ✡

صبح آنکھ کھلنے پر کافی دیر تک وہ ایسے ہی بیٹھی رہی۔ لیکن غسل کرنے کے بعد وہ کمرے سے باہر آگئی۔ ڈائننگ ٹیبل پر اس کی ملاقات نزہت آنٹی اور ان کے دونوں بیٹوں سے ہوئی۔ وہ فیضان انکل کے بارے میں پوچھنا ہی چاہتیں تھی کہ فیضان صاحب کو اپنی طرف آتا دیکھ کر مسکرادی۔
"گڈ مارننگ!" ان کو دیکھتے ہی وہ دونوں بولے۔
"گڈ مارننگ۔" فیضان صاحب نے خوش دلی سے جواب دیا۔ پھر کائنات کے سلام کا بھرپور انداز میں جواب دیا۔
"مصطفیٰ نہیں اٹھا؟" انہوں نے نزہت کی طرف دیکھا۔
"رات کو دیر سے سویا تھا۔" انہوں نے جواب دیتے ہوئے بغور اسے دیکھا۔ جو کل کی طرح آج بھی بہت گھبرائی ہوئی تھی۔
"او کے بیٹا! شام میں ملتے ہیں۔ تم اب ریلیکس ہو جاؤ اور خبردار جو میری بیٹی کو تم دونوں نے تنگ کیا۔"
ان کے اٹھتے ہی نزہت بھی ان کے پیچھے چل دیں۔ نزہت بیگم کے اٹھتے ہی اس نے ان دونوں کو مسکراتے دیکھا۔ اس نے گھبرا کر تھوک نگلا۔ کائنات کا دل تیزی سے

کے باپ کی طرح ہوں۔ وہ اپنے باپ کے گھر جائے گی۔ چلو اٹھو کائنات! جو پیکنگ کرنی ہے جلدی کرلو۔ تمہارے پاس آدھا گھنٹہ ہے۔" ان کے ہلکے پھلکے لیکن فیصلہ کن انداز پر وہ تینوں ہکا بکا رہ گئیں۔
خالی الذہنی کی کیفیت میں وہ چلتی گاڑی سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے خود کو قسمت کے حوالے کر دیا تھا۔
بڑے سے گیٹ کے کھلتے ہی اس نے چونک کر سامنے دیکھا۔ گاڑی وسیع وعریض گھر میں داخل ہو رہی تھی۔ فیضان صاحب کے پیچھے وہ بھی بیگ لے کر باہر نکل آئی۔ انہوں نے اس کے ہاتھ سے بیگ لے لیا تو وہ سر جھکا کر ان کے پیچھے چلنے لگی۔ لکڑی کا منقش دروازہ کھلتے ہی ایک ہال نما کمرہ اس کے سامنے تھا۔ وہاں سے فیضان صاحب دائیں جانب بنے کمروں کی طرف مڑ گئے۔
"ڈیڈ! ہیلو ڈیڈ! کہاں تھے آپ؟" ان کو دیکھتے ہی دو مختلف آوازیں ابھریں جو اسے دیکھ کر خاموش ہو گئیں۔ اس نے ڈرتے ڈرتے نظر اٹھا کر ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے حضرات کو دیکھا۔ جن میں ایک انتہائی خوش شکل خاتون تھیں۔ ان کے ساتھ وہ بیٹھا تھا جو پہلی بار انکل کے ساتھ ان کے گھر آیا تھا۔ اس کے علاوہ دو لڑکے اور بھی تھے جو اسے گھور رہے تھے۔ وہ مزید سہم کر فیضان صاحب کے پیچھے چھپ گئی۔
"ارے، تم لوگوں نے کھانا کھالیا؟" فیضان صاحب مسکرا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھالیا۔
"یہ کائنات ہے' میرے عزیز دوست شکیل کی بیٹی۔ شکیل کی ڈیتھ کے بعد یہ بالکل اکیلی رہ گئی تھی۔ اس لیے میں اسے یہاں لے آیا۔ اب یہ ہمارے ساتھ رہے گی۔" وہ جتنی دیر بولتے رہے۔ وہ آنسو پینے میں مصروف رہی۔
"اور کائنات! یہ میری پیاری سی بیوی نزہت۔" فیضان صاحب کے شرارتی انداز پر اس نے سر اٹھا کر اس عورت کو سلام کیا۔ جس کا جواب سر کی خفیف جنبش کی صورت میں آیا۔
"یہ میرا بڑا بیٹا ہے مصطفیٰ' اس نے ایم۔ کام کیا ہے۔ پچھلے دو سالوں سے امریکہ میں تھا۔"
فیضان صاحب نے اسی لڑکے کی طرف اشارہ کیا جو ان کے گھر آیا تھا۔ اس کے سلام کرنے سے پہلے وہ اسے ہیلو

UrduPhoto.com

دھڑ کنے لگا۔ "آپ ڈر رہی ہیں۔" سامنے بیٹھے لڑکے نے جیسے اس کی گھبراہٹ کا مزہ لیا۔

"معیز!" دائیں طرف سے تنبیہی انداز میں اس کا نام لیا گیا تو وہ مسکرا دیا۔

"کائنات! آپ پلیز ایزی ہو جائیں۔ ڈرنے والی کوئی بات نہیں۔ یہ اب آپ کا بھی گھر ہے۔ آپ کو یہاں ہر طرح کا تحفظ ملے گا۔"

کائنات نے پہلی بار اس کی طرف دیکھا جس کا نام فیضان صاحب نے شہروز بتایا تھا۔

"ایک بات اور 'تم مجھے اور معیز کو اپنا دوست سمجھ سکتی ہو یا جو تمہارا دل چاہے۔ میں تمہیں "تم" اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ میں نے تمہیں دوست سمجھ لیا ہے۔ اور فرینڈشپ میں 'میں آپ جناب کا قائل نہیں۔" اس کے انداز پر وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"اور ہاں' ایک بات اور۔ مجھے بھائی وائی مت کہنا۔ مجھے خوبصورت لڑکیوں کے منہ سے یہ لفظ سننا بالکل پسند نہیں۔ اور نہ ہی تمہیں بہن بنانے کی ہماری نیت ہے' کیوں معیز؟" اس نے تائید کے لیے معیز کو دیکھا۔

کائنات نے بھی بے ساختہ اسے دیکھا جو تذبذب کا شکار لگ رہا تھا۔

"معیز!" شہروز کے دانت پیس کر بولنے پر وہ جلدی سے بولا۔

"بالکل' بالکل ٹھیک!"

"پھر دوستی پکی۔" معیز نے اس کی طرف دیکھا تو کوئی چارہ نہ دیکھ کر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"یہ ہوئی نا بات۔" شہروز نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"واہ آج تو یہاں بڑی رونق لگی ہے۔" نسوانی آواز پر وہ تینوں پلٹے۔

"بھائی! ہم نے شیطان کو یاد تو نہیں کیا تھا تو پھر یہ....." معیز نے شرارت سے شہروز کی طرف دیکھا جو دلچسپی سے آنے والی کا جائزہ لے رہا تھا۔

"آپ کی تعریف؟" کائنات نے سر اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھا' جو اس کے سر پر کھڑی اسے جارحانہ انداز میں گھور رہی تھی۔ اس نے مدد طلب نظروں سے معیز کو دیکھا۔

"یہ ڈیڈ کے فرینڈ کی بیٹی ہیں' ان کے فادر کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔ اور — رشتہ دار بھی کوئی نہیں اس لیے اب یہ ہمارے ساتھ رہیں گی۔" معیز نے سرسری انداز میں انکل کی سنائی ہوئی تفصیل اسے بتائی۔ تو کائنات اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"اور کائنات! یہ زینت ہے ہماری پڑوسن' رشتہ دار' دوست۔"

"اور جان کی دشمن بھی۔" شہروز نے ٹکڑا لگایا تو اس نے غصے سے اسے گھورا۔

"آپ سے کسی نے پوچھا۔ خوامخواہ ہی ہر بات میں ٹانگ اڑاتے ہیں۔"

"میرا منہ ہے' جو مرضی بولوں۔" شہروز کے کہنے پر وہ پھر شروع ہو گئی۔

کائنات ہکا بکا ان تینوں کو لڑتا ہوا دیکھنے لگی۔

"چلیں۔ آپ آجائیں ان دونوں کا یہی کام ہے۔" معیز نے فارغ ہونے کے بعد اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کہاں جا رہی ہو؟" زینب بے تکلفی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"میں!" وہ سٹپٹا کر رہ گئی۔

"تم مجھے لڑاکا ٹائپ چیز مت سمجھنا۔ وہ تو میں صرف ان دونوں کے ساتھ لڑتی ہوں' تمہاری تو میں بہت اچھی دوست بن جاؤں گی۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے لاؤنج میں لے کر آئی تو وہ دونوں بھی ان کے پیچھے آگئے کچھ ہی دیر بعد وہ ان کی باتوں پر مسکرا رہی تھی۔ وہ حیران تھی کہ انہوں نے کیسے لمحوں میں اجنبیت کی دیوار گرا دی ورنہ کل سے وہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔ کہ ان لوگوں کے درمیان کیسے رہے گی۔ لیکن اگلے ہی پل وہ دہل کر رہ گئی۔ کسی نے بہت زور سے دروازہ بند کیا تھا۔

"ہائے' مصطفیٰ بھائی گھر پر تھے۔" زینب کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں دیکھ کر وہ حیران ہوئی' ابھی تو وہ اچھی بھلی تھی۔

"میں جا رہی ہوں۔" وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکی۔

"کیا ہوا ماما؟" کوریڈور سے باہر آتی نزہت بیگم کو دیکھ کر شہروز کھڑا ہو گیا۔

"لاکھ بار خالدہ کو سمجھایا ہے اس کی چیزوں کو مت چھیڑا کرو۔ اب پتا نہیں اس کا موبائل کہاں رکھ دیا ہے؟۔" ان کا رخ کچن کی طرف تھا۔

کچھ دیر کے بعد مصطفیٰ کا رخ کچن کی طرف تھا۔

"میں تو باہر جا رہا ہوں۔" معیز بھی اٹھ کر باہر کی طرف بھاگا۔ کچن سے زور زور سے بولنے کی آوازیں آنے

UrduPhoto.com

لگیں۔ ڈر کے مارے اس کا حلق خشک ہو گیا۔ اس نے شہروز کی طرف دیکھا جو صوفے کی آڑ سے کچن میں جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسی طرح دندناتا ہوا کوریڈور میں مڑا اور اس کے پیچھے کانپتی ہوئی خالدہ۔ شہروز دھپ سے صوفے پر بیٹھ گیا اور اس کی گھبرائی ہوئی شکل دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"ریلیکس گرج چمک کے بعد مطلع صاف ہو چکا ہے۔ اب تم بھی اس گھر میں آ گئی ہو عادی ہو ہی جاؤ گی۔ اول تو مصطفیٰ بھائی کسی بات میں دخل نہیں دیتے لیکن اگر کبھی کسی بات پر غصہ آ جائے تو میں تو کیا ماما اور ڈیڈ بھی ڈر جاتے ہیں۔ کیونکہ غصے کی حالت میں وہ سب بھول جاتے ہیں۔ اچھا بھی، برا بھی۔ اب تم بھی حفظ ماتقدم کے طور پر ایک بات یاد کر لو جب بھی بھائی کو جلال میں دیکھو فوراً "کھسک جاؤ۔"

"کیا ہر وقت غصہ کرتے ہیں؟" اس نے ڈرتے ڈرتے پہلی بار سوال کیا تو شہروز نے مصنوعی حیرت سے اسے دیکھا۔

"تم بولتی بھی ہو؟" اس کی بات پر جھینپی جھینپی سی مسکان اس کے ہونٹوں پر آئی تو وہ مسکرا دیا۔

"اتنا ڈرنے والی کوئی بات نہیں۔ مثلاً "فرض کرو" اگر کسی پر انہیں غصہ ہے اور غلطی بھی تمہاری ہے پھر تم بدتمیزی بھی کرو تو سمجھو تمہاری خیر نہیں، کیونکہ میرے اور معیز کے خیال میں غصے کے وقت ان پر جن آ جاتا ہے۔ پھر ایسے میں مجھ سمیت چار اور بندوں کے لیے بھی اسے سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور تم تو ہو ہی اتنی نازک۔ انہوں نے ایک تھپڑ لگانا ہے اور تم بے ہوش۔" اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے اس کی سہمی ہوئی شکل دیکھی۔

"پر میں نے کیا کیا ہے؟" گھبراہٹ کے مارے اس کی آنکھوں میں پانی اترنے لگا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"پاگل ہو تم میں تو مذاق کر رہا تھا۔ تم پر کیوں غصہ کریں گے۔ ویسے بھی وہ لڑکیوں سے چودہ فٹ کے فاصلے پر رہتے ہیں۔ چلو چھوڑو میں چائے لینے جا رہا ہوں۔ پیو گی؟"

اس کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ کچن کی طرف مڑ گیا۔ وہ سراسیمہ نظروں سے کاریڈور کی طرف دیکھنے لگی۔

☆ ☆ ☆

"وہ کون لوگ ہوتے ہیں زندگی جن کے لیے ماں کی مہربان گود کی طرح ہوتی ہے۔ جو زندگی کا ہر لمحہ جیتے ہیں، جن میں جینے کی، ہنسنے کی، خوشی کے لمحوں کو قید کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔" یہ سوال اکثر وہ خود سے کرتی، لیکن آج وہ ان لوگوں کو بہت قریب سے دیکھ سکتی تھی۔ اس کی نظریں ٹینس کھیلتے زینب اور معیز پر جمی تھیں۔ اسے یہاں آئے دو ماہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا تھا۔ شروع شروع میں ان کے طرز زندگی سے ہم آہنگ ہونا اسے بہت مشکل لگا۔ اس کی دنیا اس کے بابا تک محدود تھی۔ جب کہ ان لوگوں کا حلقۂ احباب بہت بڑا تھا۔ نزہت بیگم کا رویہ شروع میں اس کے ساتھ کافی خشک تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ اس سے بات کرنے لگیں۔ لیکن اسے وہ بہت اچھی لگتی تھیں۔ ایک بہترین ماں، جن کی جان اپنے بچوں میں تھی۔ ماں کا پیار تو اس کی محرومی تھی۔ وہ قدرتی طور پر خود بخود ان کی طرف کھنچنے لگی۔ فیضان صاحب اس سے بالکل بابا کی طرح بات کرتے۔ شہروز، معیز اور زینب سے تو وہ بہت انبیچ تھی اور رہا مصطفیٰ تو وہ اسے کم ہی نظر آتا۔ اگر کہیں اسے دیکھ لیتی تو خود ہی وہاں سے بھاگ جاتی۔ وجہ وہ ڈر تھا جو پہلے دن ہی اس کے اندر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے نزدیک وہ بہت مغرور اور خود پسند تھا۔

"السلام علیکم جناب! کیا سوچا جا رہا ہے؟" شہروز کی آواز پر اس نے خوش گوار حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ کب آئے؟"

"ہائے، کیا روایتی بیویوں والا سوال پوچھ لیا۔" وہ گرنے کے سے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ معیز کے قہقہے پر اس کا رنگ یک لخت سرخ ہوا۔ جب کہ زینب نے طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"بڑا شوق ہے آپ کو شادی کا؟"

"لو یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے، ایک بندہ اتنی دور سے سفر کر کے آئے اور آتے ہی ایک خوبصورت لڑکی مسکرا کر پوچھے۔ آپ کب آئے، تو تمہیں کیا پتا کتنی خوشی ہوتی ہے۔"

"شہروز بھائی پلیز!" کائنات کو اب یہ بات مذاق سے آگے محسوس ہوئی۔

"کائنات! آئندہ مجھے بھائی مت کہنا۔" اس کے سنجیدہ اور سخت لہجے پر اس کا چہرہ زرد ہوا تو شہروز قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"اف خدایا۔ تم بہت ڈرپوک ہو..."

UrduPhoto.com

"میں گھر جا رہی ہوں۔" اپنے مسلسل نظر انداز کیے جانے پر زینب منہ پھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"واقعی، شکر ہے۔" وہ مزے سے بولا۔

"بھائی! وہ کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔" معیز نے قدرے افسوس سے گیٹ سے باہر نکلتی زینب کو دیکھا۔ بہر حال وہ دونوں بچپن کے بہترین دوست تھے۔

شہروز ___ مسکرا کر معیز کو دیکھتے ہوئے گیٹ کی طرف لپکا۔ معیز ٹینس لیے اس کے پاس والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مگر اگلے ہی پل مصطفیٰ کی اندر داخل ہوتی گاڑی کو دیکھ کر وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف چل دیا۔ جانے کیوں اب اس شخص کو دیکھ کر عجیب سا احساس ہوتا تھا۔ لیکن کیا؟ وہ الجھن بھری نظروں سے آسمان کو دیکھنے لگی۔

☆ ☆ ☆

"سنڈے کا دن اچھا لگتا ہے۔ کم از کم تم لوگوں کی شکلیں تو ایک ساتھ دیکھنے کو ملتی ہیں۔" نزہت بیگم نے مسکراتے ہوئے ان سب کو دیکھا۔

"ماما! ایسا سنڈے بھی ایک ماہ میں دو دفعہ آتا ہے۔" معیز نے شرارت سے انہیں دیکھا۔

"شہروز! تم اس دفعہ جلدی نہیں آگئے۔" فیضان صاحب نے بریانی سے نبرد آزما شہروز سے پوچھا۔

"بس ڈیڈی! مصطفیٰ بھائی کی بڑی یاد آ رہی تھی۔" اس نے مرغی کی ٹانگ دانتوں میں دباتے ہوئے کہا تو باقی سب کے ساتھ مصطفیٰ نے بھی حیرت سے اسے دیکھا اور اس کے چہرے پر چھائی شرارت دیکھ کر کھل کر مسکرا دیا۔

کائنات دل ہی دل میں اپنی خیریت کی دعا مانگنے لگی۔ اسے شہروز کی زبان سے بہت ڈر لگتا تھا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے شہروز کی طرف دیکھا جس کا اگلا ٹارگٹ معیز تھا۔

"کائنات!" فیضان صاحب کی آواز پر اس نے ہڑبڑا کر انہیں دیکھا۔

"تم ڈائننگ پر ہو؟" ان کے سوال پر وہ سٹپٹا کر رہ گئی۔

"نہیں تو!" اس نے بمشکل جملہ ادا کیا۔

"تو بیٹا اور لو نا!" انہوں نے ڈش اس کے آگے سرکائی۔

"تمہیں بریانی پسند نہیں آئی؟ میں ابھی خالدہ کو اس عہدے سے برخاست کرتا ہوں۔ خالدہ!"

شہروز زور زور سے خالدہ کو آوازیں دینے لگا تو اس نے گھبرا کر اسے دیکھا جو بہت سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

مصطفیٰ نے ایک سنجیدہ نظر اس کی اڑی ہوئی رنگت پر ڈالی۔

"شہروز! کیا بدتمیزی ہے، جاؤ خالدہ تم!" نزہت بیگم نے پہلے ناگواری سے اسے ٹوکا اور پھر بھاگ کر آتی ہوئی خالدہ سے کہا۔

"فیضان! ناصر بھائی کا مسئلہ حل ہو گیا؟" انہوں نے اچانک شوہر کو مخاطب کیا جو معیز کی جانب متوجہ تھے۔

"آں..... نہیں۔ اچھا ہوا۔ تم نے یاد کروا دیا۔ وہ چاہتے تھے کہ اگر مصطفیٰ ایک بار ان لوگوں سے بات کر لیتا تو....."

مصطفیٰ نے ایک نظر نزہت بیگم کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر ناگواری تھی۔

"آئی ایم سوری ڈیڈ! یہ ان کے گھر کا مسئلہ ہے مجھے کسی کے معاملے میں مداخلت کرنا پسند نہیں۔" اچانک مصطفیٰ نے انہیں درمیان میں رول دیا۔

"لیکن مصطفیٰ! وہ خود تمہیں اجازت دے رہے ہیں۔"

"سوری ڈیڈ! آپ میری طرف سے ایکسکیوز کر لیں۔" وہ کھانا ادھورا چھوڑ کر اٹھ گیا۔ جب کہ نزہت بیگم "ارے ارے" کرتی رہ گئیں۔

"اگر تم اجازت دے دیتیں تو ناصر کا کام آسان ہو جاتا۔" فیضان صاحب نے افسوس سے سر ہلایا۔

"کیسے اجازت دے دیتی۔ آپ کو اس کے مزاج کا اندازہ ہے پھر بھی آپ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ وہاں اگر کوئی تلخ کلامی ہو جاتی تو آپ کا صاحبزادہ ہاتھا پائی پر اتر آتا، میں جتنا اسے ان معاملوں سے دور رکھنے کی کوشش کرتی ہوں آپ اتنا ہی اسے انوالو کرتے ہیں۔"

"نزہت! ناصر بس یہ چاہتا تھا کہ مصطفیٰ وہاں موجود ہوتا کہ اس کے تعلقات ان کا مسئلہ حل کرنے میں مدد دے اور بس۔ اور یہ تم بھی جانتی ہو اس طرح کے معاملے کو وہ بہت اچھی طرح ٹیکل کرتا ہے۔ جذباتی وہ صرف اپنوں کے لیے ہوتا ہے غیروں کے لیے نہیں۔" اب وہ بھی سنجیدہ ہو گئے۔

"لیکن پھر بھی لڑائی والے معاملوں سے اسے دور رکھیں۔" وہ دو ٹوک انداز میں کہتے ہوئے اٹھ گئیں تو شہروز نے مسکرا کر فیضان صاحب کو دیکھا۔

"ڈیڈ! مسئلہ کیا تھا؟"

"کچھ نہیں، بس ناصر کے بھائی نے ان کی گاؤں والی زمینوں پر ملکیت کا دعوا کر دیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں مصطفیٰ

UrduPhoto.com

ان لوگوں سے بات کرلے۔"

"آپ ناصر انکل سے کہیں میں ان کی مدد کے لیے تیار ہوں' میری پی آر بھی بہت اچھی ہے۔" شہروز نے فرضی کالر جھاڑے۔

"مہربانی جناب کی۔ تمہارے جاتے ہی وہ بقایا جائیداد سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔" فیضان صاحب کے کہنے پر وہ برا سا منہ بنا کر پلیٹ پر جھک گیا۔ معیز کے ساتھ فیضان صاحب کا قہقہہ گونجا تو وہ بھی مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

"میں آپ سے آخری بار پوچھ رہا ہوں' آپ چل رہی ہیں یا نہیں؟" معیز نے دھمکی آمیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف مڑی۔

"کیوں؟" وہ جھنجلایا۔

"معیز! آنٹی مجھے یہ کام دے کر گئی ہیں اور مجھے ہر صورت ان کے آنے سے پہلے اسے ختم کرنا ہے۔" اس نے ڈھیر سارے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔ جنہیں وہ تہہ کرکے وارڈروب میں رکھ رہی تھی۔

"یہ صرف بہانہ ہے ورنہ میں جانتا ہوں آپ باہر جانا نہیں چاہتیں۔ پتا ہے وہاں کی آئس کریم بہت مزے کی ہے۔" معیز نے اسے لالچ دیا۔

"پھر میرے لیے ضرور لے آنا۔"

"بالکل نہیں' کھانا ہے تو ساتھ چلیں۔" وہ نروٹھے پن سے بولا۔

"معیز پلیز!" اس کے ملتجی لہجے پر وہ پیر پٹختا ہوا باہر نکل گیا۔ ابھی بمشکل دس منٹ گزرے تھے جب خالدہ اندر داخل ہوئی۔

"باجی! آپ کا فون ہے۔"

"میرا؟" وہ حیران ہوئی پھر سمیرا کا خیال آتے ہی تیزی سے باہر نکلی وہ اکثر اسے فون کرتی تھی۔

"ہیلو!" پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان وہ بولی۔

"کیسی ہو کائنات؟" دوسری طرف سے آتی آواز سن کر ایک لمحہ کو وہ چکرا کر رہ گئی۔ لیکن دوسرے ہی پل وہ اسے اپنا وہم لگا۔

"تم..... کون.....؟"

کوئی بہت زور سے ہنسا۔ "اتنی جلدی بھول گئیں' میں بھولنے والی چیز تو نہیں۔ چلو پھر بھی بتا دیتا ہوں تمہارا ہونے والا شوہر اسامہ......!" ریسیور اس کے ہاتھ میں کانپ گیا۔

"فون مت رکھنا۔ جب تک میری بات پوری نہیں ہوتی۔" اس کی طویل خاموشی پر وہ بولا۔ "میں کل ہی واپس آیا تو اماں نے بتایا تم کسی کے ساتھ چلی گئی ہو۔ بغیر کسی کو خبر دیے۔ تمہاری زینت آنٹی بھی تمہاری طرف سے لاعلمی کا اظہار کر رہی تھیں۔ لیکن جہاں میری جان ہو میں کیسے اس سے بے خبر رہ سکتا ہوں؟" وہ ہنسا تو آنسو آنکھوں کی باڑھ پھلانگ کر باہر نکل آئے۔ "اب میں آگیا ہوں تو تم بھی اپنے گھر آجاؤ۔ بس اب یہ دوریاں ختم....."

کائنات نے ریسیور پھینک دیا اور دور ہٹ کر خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر آہستگی سے چلتی ہوئی لان میں نکل آئی۔ سوئمنگ پول کے پاس پہنچ کر وہ وہیں بیٹھ گئی۔ اپنی ٹھوڑی گھٹنوں پر ٹکا لی اور پانی میں چمکتے چاند کے عکس کو دیکھنے لگی۔

"یہ شخص میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا۔ نورین کو یہ ایسے تنگ نہیں کرتا تھا۔ مجھے صرف اس لیے کہ میں اکیلی اور بے سہارا ہوں۔ میرے بابا ڈر گئے تھے۔ اس لیے یہ شیر ہوا تھا۔ اگر اسے کسی مرد سے واسطہ پڑتا' مرد..... وہ کسی خیال سے چونکی..... "مصطفیٰ! مگر سب کہتے ہیں وہ بہت بہادر ہے۔ اگر وہ اسامہ کو ڈرائے گا تو وہ میرے راستے میں نہیں آئے گا۔" "ہاں' وہ واقعی اسے مزہ چکھا سکتا ہے۔" لیکن اگلے ہی پل اس کا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ "بھلا وہ ایسا کیوں کرے گا۔ میں اس کی کیا لگتی ہوں۔ انکل نے کہا تھا وہ صرف اپنوں کے لیے لڑتا ہے۔ میں تو اس کی کچھ بھی نہیں لگتی۔ بلکہ وہ تو شاید مجھے پسند ہی نہیں کرتا۔" اس نے بے چینی سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا۔ آج پہلی بار اسے مصطفیٰ کی بے رخی بری طرح محسوس ہوئی۔

"تو کیا انکل یا شہروز بھائی بھی میرے لیے کچھ نہیں کریں گے۔ وہ خود ہی سوال جواب کرنے لگی۔

"میرے امتحان کب ختم ہوں گے یارب! کس گناہ کی سزا بھگت رہی ہوں میں۔" وہ بے ساختہ تڑپ کر رو دی۔

"کائنات!" اچانک اپنے پیچھے فیضان صاحب کی حیرت زدہ آواز سن کر اس نے بڑی مشکلوں سے اپنی سسکیوں کو روکا۔ لیکن آنسوؤں کو وہ نہیں روک سکی۔ فیضان صاحب تیزی سے اس کے سامنے آئے۔ لیکن اگلے ہی پل ٹھٹک سے رہ گئے۔ اس کا چہرہ بے حد سرخ ہو رہا تھا۔

"کائنات کیا ہوا؟" انہوں نے پریشانی سے اس کے

UrduPhoto.co
UrduPhoto.co
UrduPhoto.co

کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ایک دم ان کے کندھے سے لگ کر پھر رونے لگی۔

"بیٹا! مجھے بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟ میں بہت پریشان ہو رہا ہوں۔" وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے واقعی بہت پریشان لگ رہے تھے۔ اس نے بڑی دقت سے انہیں اسامہ کے فون کے بارے میں بتایا تو وہ پُرسوچ انداز میں اسے دیکھنے لگے۔ کھلے گیٹ سے اندر داخل ہوتی گاڑی کو دیکھ کر وہ دونوں چونکے۔ وہ تینوں انہیں بیٹھا دیکھ کر سیدھا ادھر آ گئے۔

"واہ، یہاں چاندنی رات پر مضمون لکھنے کی تیاری ہو رہی ہے۔" معیز نے شرارت سے سر جھکائے کائنات کو دیکھا۔

"کائنات! میں تم سے سخت ناراض ہوں۔" زینب کے کہنے پر جب اس نے کوئی رسپانس نہ دیا تو اس نے آگے بڑھ کر اس کا چہرہ اونچا کیا۔

"او مائی گاڈ۔" اگلے ہی پل وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ وہ ایک بار پھر رونے لگی۔

"ڈیڈ کیا ہوا اسے؟" شہروز نے پریشانی سے خاموش بیٹھے فیضان صاحب کو دیکھا۔ تو انہوں نے مختصراً اسے اسامہ کے بارے میں بتایا۔

"اسامہ، کائنات کا منگیتر ہے؟" زینب کے پوچھنے پر وہ تڑپ کر رہ گئی۔

"انکل! وہ میرا کچھ نہیں لگتا۔ میرے پاپا نے میری بات اس سے ختم کر دی تھی۔ بابا نے مجھ سے قسم لی تھی کہ میں اس سے شادی نہ کروں۔ میں مر جاؤں گی انکل! لیکن کبھی اس سے شادی نہیں کروں گی۔ میں اس سے شادی نہیں کروں گی۔" وہ ہچکیوں کے درمیان بولتے ہوئے بار بار ایک ہی جملہ دہرانے لگی۔ زینب نے بے اختیار اسے گلے لگا لیا۔

"کائنات! رونا بند کرو۔ تمہاری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوگا۔ وہ کچھ نہیں کر سکتا، تم پریشان مت ہو۔"

شہروز نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔ لیکن اس کے بے چین دل کو کسی صورت قرار نہیں مل رہا تھا۔

"مصطفیٰ کے سامنے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔" فیضان صاحب کی آواز پر اس نے بے ساختہ پورچ کی طرف دیکھا جہاں وہ کار کا دروازہ بند کر رہا تھا۔

"ڈیڈ بھائی تو ادھر ہی آ رہے ہیں۔" معیز نے انہیں جلدی سے بتایا۔

"خیریت، آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟" وہ ان کے قریب آ گیا۔

"زینب رو رہی ہے؟۔" مصطفیٰ کے پوچھنے پر وہ گڑبڑا گئی۔

"نہیں تو...." جب کہ کائنات کو بہت تکلیف ہوئی کہ اسے اس کا رونا نظر کیوں نہیں آیا۔ اس نے باری باری سب کو دیکھنے کے بعد اسے دیکھا جو ہولے ہولے لرز رہی تھی۔

"آر یو شیور ڈیڈ! یوری تھنک از او کے؟۔"

"آف کورس ڈیئر!" فیضان صاحب نے اسے تسلی دے کر وہاں سے روانہ کیا۔ اور پھر اس کی طرف مڑے۔

"کائنات! تم بالکل پریشان مت ہو۔ میں سب سنبھال لوں گا، تم آرام سے جا کر سو جاؤ۔" فیضان صاحب کے چمکارنے پر وہ خاموشی سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

☼ ☼ ☼

"آپ اب تک پریشان ہیں؟" وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھی۔ جب معیز کی آواز پر چونکی۔

"نہیں تو......" وہ مسکرائی۔

"تو اچھی بات ہے آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ آج اتنے دن ہو گئے ہیں دوبارہ اس کا کوئی فون نہیں آیا تو اس کا مطلب ہے ڈیڈ نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا ہے۔" نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے اپنا سر اثبات میں ہلا دیا۔

"آج آپ کو ہم غریبوں کی یاد کہاں سے آ گئی؟۔"

زینب کو دیکھ کر معیز چہکا تو کائنات بھی مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔ لیکن اگلے ہی پل وہ دونوں حیران رہ گئے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

"واہ یہاں تو برسات ہو رہی ہے۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتے شہروز چائے کا مگ لیے وہیں آ گیا۔ "کیا بات ہے محترمہ! آج آپ کسی کو رلانے کی بجائے خود رو رہی ہیں۔" شہروز نے اسے چھیڑا۔

"زینب کچھ بولو تو!" معیز نے عاجز آ کر پوچھا۔

"ممی بابا میری شادی کر رہے ہیں۔"

"ارے یہ تو خوشی کی بات ہے۔" کائنات بے ساختہ مسکرائی۔

UrduPhoto.co

"واہ زینب! تم مجھ سے پہلے شادی کروا رہی ہو۔" معیز نے بھی شرارت سے اسے دیکھا جب کہ وہ شکایتی نظروں سے سامنے دیکھ رہی تھی۔ کائنات نے حیرت سے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ شہروز کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکی۔ اس نے دوبارہ زینب کی طرف دیکھا جو ایک دم کھڑی ہوئی' اس سے پہلے کہ وہ دونوں اسے روکتے وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ کائنات نے فوراً" شہروز کو دیکھا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں جارہا تھا۔

"انہیں کیا ہوا۔" معیز نے حیرت سے کائنات کو دیکھا جو خود حیران تھی۔

✡ ✡ ✡

"انکل!" کائنات نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اندر جھانکا تو وہ بے تاثر نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"انکل چائے۔"

"ہاں' آجاؤ بیٹا!" وہ جیسے چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

کائنات نے حیرت سے شہروز اور معیز کو دیکھا۔ جو چپ چاپ سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔

کتنی دیر وہ ایسے ہی بیٹھی رہی۔ اکتا کر اس نے فیضان صاحب کو دیکھا جن کی پُرسوچ نظریں شہروز پر تھیں۔

"انکل میں جاؤں!" آخر اس نے ہمت کرکے خود ہی پوچھ لیا۔

"نہیں بیٹا! بیٹھو۔ پتا نہیں تمہیں کیوں بلوایا تھا۔ اس لڑکے نے اپنی پریشانی ڈال دی ہے۔" انہوں نے شہروز کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ کو پتا ہے زینب اور بھائی کے درمیان چکر تھا۔" معیز نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"ڈیڈ کچھ کریں۔"

"کیا کروں صاحب زادے! تمہیں اپنی ماں کا پتا نہیں تھا' ب اگر اسے پتا چل گیا زینب کو تم نے پسند کیا ہے تو سمجھو پھر ہو چکی تمہاری شادی۔"

"ڈیڈ پلیز!" وہ ایک بار پھر ملتجی انداز میں انہیں دیکھنے لگا۔

"شہروز میری خود کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔" وہ خود کافی پریشان لگ رہے تھے۔ کائنات نے شہروز کو دیکھا جس کی حالت ایسی تھی جیسے ابھی رو دے گا' اسے زینب پر بے اختیار رشک آیا۔ تب ہی دروازہ کھلا۔ مصطفیٰ کو دیکھ کر کائنات نے اضطرابی انداز میں پہلو بدلا۔ پتا نہیں اس شخص کو دیکھ کر دل کیوں بے چین ہونے لگتا تھا۔

"کہاں جارہی ہو کائنات؟" اسے اٹھتا دیکھ کر فیضان صاحب بولے۔

"بیٹھ جاؤ!" وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔

"آپ نے بلایا تھا ڈیڈی!" وہ معیز کے پاس بیٹھ گیا۔

"اپنے بھائی کا کارنامہ سنو۔" انہوں نے طنزیہ انداز میں شہروز کی طرف اشارہ کیا۔

"بھائی! زینب کو پسند کرتے ہیں اور زینب کے والدین اس کی شادی کہیں اور کر رہے ہیں۔"

"تو....؟" معیز نے اپنی دانست میں دھماکہ کیا تھا لیکن مقابل کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"تو بیٹا جی! یہ کہ اگر تمہاری ماں کو ایسی پسندیدگی کی بھنک بھی پڑ گئی تو نتیجہ تم جانتے ہو۔" کائنات کو ان کا انداز جتاتا ہوا محسوس ہوا۔

"اگر اس میں اپنی پسند کا اقرار کرنے کی ہمت نہیں تو نہ کرے شادی۔" وہ اسی اطمینان سے بولا۔

"بیٹا جی! ہر کوئی تمہاری طرح نہیں ہوتا بعض لوگوں کو باپ ماں کے سامنے کچھ لحاظ محسوس ہوتا ہے۔"

"اچھا!" فیضان صاحب کے کہنے پر وہ مسکرایا۔

"زینب کی شادی تم سے ہی ہوگی۔ یہ وعدہ ہے میرا۔" شہروز نے حیرت سے اسے دیکھا اور اگلے ہی پل اٹھ کر اس کے گلے لگ گیا۔

"میں جانتا تھا" آپ میری مدد ضرور کریں گے۔" خوشی سے اس کا چہرہ جگمگانے لگا تو مصطفیٰ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ کائنات ان لوگوں کے پُرسکون اور مسکراتے چہرے دیکھنے لگی۔

"کیا اس شخص کے وعدے میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ناممکن کو ممکن بنادے؟۔

✡ ✡ ✡

"آج کل ان خبروں میں سوائے حادثوں کے ہوتا ہی کیا ہے؟۔" نزہت نے چینل بدل دیا۔

"بیگم! حالات حاضرہ بھی جاننا ضروری ہے۔" چینل بدلنے پر فیضان صاحب جی بھر کر بدمزہ ہوئے۔

UrduPhoto.com

...بنا چکی ہو تو لے آؤ۔

"جی!" اس نے ایک نظر سب پر ڈالی۔ شہروز بظاہر ٹی وی دیکھ رہا تھا لیکن پوری جان سے مصطفیٰ کی طرف متوجہ تھا جو بہت انہماک سے فائل دیکھ رہا تھا۔ معیز اپنے دوست کے گھر گیا ہوا تھا۔

"ڈیڈ! میں واپس امریکہ جانا چاہتا ہوں۔" وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ رہی تھی جب اس نے مصطفیٰ کی سنجیدہ آواز سنی۔ سب کے ساتھ اس نے بھی حیرت سے مصطفیٰ کو دیکھا۔

"کیوں؟" نزہت بیگم نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"یہاں رہ کر کیا کروں؟" اس نے کندھے اچکائے۔

"سارا بزنس تم سنبھال رہے ہو اگر تم کچھ اور کرنا چاہتے ہو تو وہ کرلو۔" نزہت بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یہ خیال اس کے دماغ سے نوچ کر پھینک دیں۔

"میں یہاں آپ لوگوں کے لیے آیا تھا، لیکن مسلسل ایک معمول کی زندگی گزارتے ہوئے میں بور ہو گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں آپ شہروز کی شادی کر دیں تاکہ گھر میں کچھ رونق ہو جائے۔" فیضان صاحب نے جیسے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کی بات کا مقصد ان کی سمجھ میں آگیا۔

"شہروز....!" نزہت بیگم کے چہرے پر تذبذب کی کیفیت نمودار ہوئی تو شہروز کی سانس حلق میں اٹکنے لگی۔

"بڑے تو تم ہو، تمہاری شادی میرا کتنا بڑا ارمان ہے۔ تم جانتے ہو۔ تم ہامی بھرو تو میں شہروز کے ساتھ تمہاری شادی بھی کروا دیتی ہوں۔" وہ کچھ پرجوش ہوئیں۔

"پلیز ماما! آپ جانتی ہیں میرا جواب کیا ہو گا۔ میں نے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا۔ آپ کو نہیں پسند تو ٹھیک ہے۔ بہرحال میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ اگر آپ شہروز کی نہیں کرنا چاہتیں تو آپ کی خوشی۔ میں سیٹ کنفرم کروالوں گا۔"

نزہت بیگم نے بے بسی سے فیضان صاحب کو دیکھا جو دانستہ انہیں نظرانداز کرتے ہوئے ٹی وی میں مگن تھے۔

"ٹھیک ہے میں شہروز کے لیے لڑکی ڈھونڈوں گی۔" کچھ توقف کے بعد انہوں نے کہا۔

"ماما! میں نے اگر شہروز کے حوالے سے کسی لڑکی کو سوچا ہے تو میرے ذہن میں ہمیشہ زینب آئی ہے۔ وہ بچپن سے ہمارے سامنے ہے اور مجھے اپنی بہن کی طرح عزیز ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

"زینب؟" نزہت نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ارے واقعی، وہ تو اپنی ہی بچی ہے۔ مجھے یہ خیال کیوں نہیں آیا؟" فیضان صاحب نے حیرت کے ساتھ خوشی کا اظہار کیا تو کائنات نے سر جھکا کر اپنی مسکراہٹ کو چھپایا۔

"شہروز! تمہارا کیا خیال ہے؟" فیضان صاحب کے پوچھنے پر نزہت بیگم نے غور سے اسے دیکھا۔

"جی ڈیڈ!" پہلے تو اس نے حیرانی کے سارے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑے۔ پھر کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔ "میں کیا کہہ سکتا ہوں، میں نے کبھی شادی اور خاص طور پر زینب کے لیے نہیں سوچا لیکن اگر مصطفیٰ بھائی ایسا چاہتے ہیں اور ماما کو اور آپ کو پسند ہے تو ٹھیک ہے۔"

تابعداری کا اس مظاہرے پر کائنات اسے داد دیے بغیر نہیں رہ سکی۔

"زینب اچھی لڑکی ہے۔" نزہت بیگم نے اطمینان سے گہرا سانس لیا۔ "میں عاصمہ سے بات کروں گی لیکن مصطفیٰ! تم نے اپنے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

مصطفیٰ نے گہری نظروں سے انہیں دیکھا۔ "ایسا کوئی حق آپ نے کبھی مجھے نہیں دیا۔"

اس کے لہجے پر انہوں نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"شادی نہ کر کے مجھ سے بدلہ لے رہے ہو؟" ان کی آواز میں آنسوؤں کی نمی شامل ہوئی تو وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے، میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں شادی نہیں کروں گا۔ آپ کے نزدیک کسی سے پسند کی شادی کرنا جرم ہے تو میں نے یہ لفظ اپنی زندگی سے نکال دیا ہے۔ باقی رہ گئی شادی تو وہ آپ کی پسند سے کرنی ہے تو آج کروں یا کل، کیا فرق پڑتا ہے۔"

کائنات ٹکر ٹکر سب کی شکلیں دیکھنے لگی۔ ماحول ایک دم بوجھل ہو گیا۔ نزہت بیگم کی آنکھیں نم تھیں جبکہ وہ ان کی باتیں سمجھنے سے قاصر تھی۔

"مصطفیٰ!" فیضان صاحب نے قدرے غصے سے اسے ٹوکا۔

"سوری ڈیڈ! میرا مقصد ماما کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔ آپ میری عادت جانتے ہیں۔ محبت کے معاملے میں، میں کتنا شدت پسند ہوں اور ماما سے میں بہت پیار کرتا ہوں۔ آپ سب کے لیے میں کسی حد تک بھی جا سکتا ہوں۔ اگر آپ کو میری بات بری لگی ہے تو مجھے معاف کر دیں۔" اچانک وہ اٹھ کر نزہت بیگم کے سامنے بیٹھ گیا تو انہوں نے اس کا ہاتھ

UrduPhoto.com

تھام کر ہونٹوں سے لگالیا۔

"میں تمہاری دشمن نہیں، میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔ اس لیے میں تمہیں کھونے سے ڈرتی ہوں۔ اگر میں تمہارے لیے اپنی پسند سے لڑکی لانا چاہتی ہوں تو تمہیں لگتا ہے میں تمہارے لیے برا کروں گی؟" انہوں نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام لیا۔ وہ کچھ دیر خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا پھر اپنے چہرے سے ان کے ہاتھ ہٹا دیے۔

"آپ کو حق ہے میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا لیکن ساتھ یہ دعا ضرور کیجئے گا کہ مجھے کبھی کسی سے محبت نہ ہو۔" اس کے چہرے پر بڑے عجیب سے تاثرات اترے اور اگلے ہی پل وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

آج کافی عرصہ بعد پھر اس کے اندر وحشت بڑھنے لگی تو وہ سب کے درمیان سے اٹھ کر لان میں نکل آئی۔ ہلکی ہلکی چلتی ہوا نے اس کی سوگواری کچھ اور بڑھا دی۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے اپنا سر اس کی بیک سے ٹکا لیا اور چاند کو دیکھنے لگی۔

مصطفیٰ کو دیکھ کر اس کا دل بے چین ہو جاتا تھا۔ اس کی بے رخی اسے کیوں تڑپاتی تھی؟ اس کا جواب اسے آج ملا تو وہ بے دم سی ہو کر رہ گئی۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا یا رب! کیا محبت کا عذاب بھگتنا باقی رہ گیا تھا۔ محبت بھی اس شخص سے جو مجھے دیکھتا بھی نہیں جس کے نزدیک میری کوئی اہمیت ہی نہیں۔ ایک اور محرومی۔ میں زمین کا حقیر ذرہ ہوں تو وہ آسمان پر چمکتا چاند ہے۔ میں اسے پانا تو دور، اس کی خواہش بھی نہیں کر سکتی۔" وہ خاموشی سے آنسو بہاتے ہوئے چاند کو دیکھنے لگی۔

"ہاں، میں ایک اعتراف کرنا چاہتی ہوں۔" اس نے چاند کو مخاطب کیا۔ "مصطفیٰ میری زندگی میں آنے والا پہلا انسان ہے جو واقعی مرد ہے۔ اپنی عزت کے لیے حساس، اپنوں کے لیے لڑنے مرنے والا۔ وہ بابا جیسا نہیں، وہ کسی شخص [illegible] تو اسے ہر حال میں پورا کرتا ہے۔" وہ دھیرے سے مسکرائی۔ "لیکن شاید میں اس قابل [illegible] ایک بار بھی مجھے نہیں دیکھا۔ سب کہتے ہیں، میں خوبصورت ہوں، اگر خوبصورت ہوتی تو..... لیکن نہیں" اس نے سر نفی میں ہلایا۔ "محبت چہرے سے نہیں کی جاتی، یہ تو ہو جاتی ہے جیسے مجھے ہو گئی ہے۔" اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

"مجھے اپنی بدقسمتی کا پتا ہے پھر بھی میرا دل چاہتا ہے، میں خواب سجاؤں۔" اس نے جیسے چاند کو آگاہ کیا۔ "اگر مصطفیٰ کو مجھ سے محبت ہو جائے تو....." اس کے ہونٹوں کے ساتھ آنکھیں بھی مسکرانے لگیں۔ "تو وہ میری خاطر ساری دنیا سے لڑے گا۔ وہ اسامہ سے بھی نہیں ڈرے گا۔ جب ان آنکھوں میں میرا عکس اترے گا۔" "جب اس کے ہونٹوں سے میرا نام نکلے گا تو میری زندگی کے سب غم ڈھل جائیں گے۔

کار کا دروازہ بند کر کے جونہی اس کی نظر سامنے پڑی وہ غور سے کرسی پر بیٹھے وجود کو دیکھنے لگا۔ کچھ قدم آگے چل کر وہ اس کے نزدیک پہنچا۔ وہ کتنی دیر ساکت کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر اس نے چونک کر اوپر آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھا اور دوبارہ ایک نظر اس پر ڈال کر اندر مڑ گیا۔

"السلام علیکم!" اس نے ایک نظر سب کو دیکھ کر سلام کیا۔ "کیا حال ہے زینب!" اس نے مسکراتی ہوئی زینب کو دیکھا۔

معیز اس کے قریب آکر بیٹھ گیا تو اس نے آنکھیں بند کر کے صوفے کی بیک سے ٹیک لگالی۔

"معیز! دیکھو، یہ کائنات کہاں ہے؟۔" نزہت بیگم نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے معیز سے کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی سب کے ساتھ تھی۔

"کائنات! یہ گلاب جامن لو، ہم نے زینب اور شہروز کی بات پکی کر دی ہے۔" تب ہی اس کی نظر مصطفیٰ پر پڑی۔ اس کی آنکھوں میں حیرانی اتری تو اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

"کیا بات ہے مصطفیٰ! طبیعت ٹھیک ہے؟۔" نزہت بیگم نے اسے مسلسل آنکھیں بند کیے دیکھا تو تشویش سے بولیں۔

"تھک گیا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے بالوں کو سنوارا۔

"خالدہ سے کہو، ایک کپ چائے بنا دے۔"

"خالدہ کو رہنے دو، کائنات بنا دیتی ہے۔ یہ چائے بہت اچھی بناتی ہے۔" فیضان صاحب نے مسکرا کر اسے دیکھا تو وہ کھڑی ہو گئی۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"نہیں، میں سونے جا رہا ہوں۔"

"اتنے صاف انکار پر وہ سُن سی کھڑی کی رہ گئی۔ جب سے دل پر بٹھایا تھا، تب سے اس کی ذرا سی بے اعتنائی بھی بری طرح محسوس ہوتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں مرچیں بھرنے لگیں تو اس نے جلدی سے نظریں جھکالیں۔

☼ ☼ ☼

چھت کو گھورتے گھورتے وہ تنگ آگئی تو اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سب گھر والے کسی شادی میں گئے ہوئے تھے۔ گھر میں صرف وہ تھی اور خالدہ۔ اور وہ بھی اپنے کوارٹر میں تھی۔ چائے پینے کا سوچ کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔ کچن کے دروازے کے پاس اسے ٹھٹک کر رکنا پڑا۔ بلیک جینز پر لائٹ گرے ٹی شرٹ پہنے ننگے پاؤں وہ چولہے کے پاس کھڑا تھا۔ کائنات نے بے ساختہ جھرجھری لی۔ اگرچہ موسم بہت سرد نہیں تھا لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ ننگے پاؤں پھرا جائے۔ وہ خاموشی سے اندر آگئی۔ کھٹکے پر وہ چونک کر پلٹا اور ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ اپنے کام میں مگن ہوگیا۔

برتن سنک میں رکھتے ہوئے اس نے چور نظروں سے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا، وہ جو اپنی ذات میں خود ایک تحفظ تھا۔ اچانک موبائل کی بپ پر وہ دائیں طرف مڑا اور پتا نہیں کیسے اس کا ہاتھ فرائنگ پین سے ٹکرایا۔ کائنات جلدی سے آگے بڑھی لیکن تب تک گرم تیل اپنا کام دکھا چکا تھا۔ اس نے بے اختیار مصطفیٰ کا ہاتھ تھاما جو بالکل سرخ ہو رہا تھا۔

"آپ کا ہاتھ۔" اس کی آنکھوں میں تیزی سے پانی اکٹھا ہوا۔ کائنات نے اردگرد نظریں دوڑا کر کسی چیز کو تلاش کیا پھر ڈبڈبائی نظروں کو اوپر اٹھایا، ضبط کے مارے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا لیکن وہ بالکل ساکت کھڑا تھا جیسے کسی نے اسے پتھر بنا دیا ہو۔ آنسو تیزی سے اس کے چہرے کو بھگونے لگے۔ اسے درد ہو رہا ہوگا یہ احساس اسے تکلیف دے رہا تھا۔ اچانک وہ باہر کی طرف بھاگی۔ جب وہ واپس آئی تو وہ ویسے ہی کھڑا تھا۔ وہ تیزی سے ٹوتھ پیسٹ اس کے ہاتھ پر لگانے لگی۔ پیسٹ لگانے کے بعد اس نے سر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا۔

وہ پہلی بار اسے اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی۔ پہلی بار اس کی آنکھوں میں جھانکا تو اسے ماننا پڑا، اس کا خود پر غرور کرنا جائز ہے۔ اس کی آنکھیں زیادہ دیر تک ان نظروں کی تاب نہیں لاسکیں۔ اس کا دل پوری رفتار سے دھڑکنے لگا۔ وہ بے اختیار اس کا ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہٹی۔ بے اختیاری میں وہ پتہ نہیں کیا کر گئی تھی۔ اور پھر اس کی نظریں فرش پر بکھرے تیل پر سے ہوتی ہوئی اس کے پاؤں پر جم گئیں، جہاں دونوں پاؤں کی انگلیاں سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ ایک بار پھر بے اختیار ہو کر جھکی اور اسی تیزی سے وہ پیچھے ہٹا۔

"یہ کیا حرکت ہے؟" وہ اتنے غصے سے بولا کہ وہ اپنی جگہ کانپ کر رہ گئی۔ اس نے حیرانی سے سر اٹھا کر اس کا سرخ چہرہ دیکھا اور اگلے ہی پل وہ جھٹکے سے باہر نکل گیا۔ دکھ کے مارے وہ سُن ہو کر رہ گئی۔ اگلے ہی پل وہ بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں آئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ صرف وہ ہی اسے چاہتی ہے، وہ تو شاید اسے پسند بھی نہیں کرتا لیکن وہ اس بری طرح اسے جھڑکے گا اسے یہ امید نہیں تھی۔ روتے روتے اس کی نظر اپنے ہاتھ تک گئی جو بے تحاشا سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے غور سے اپنا ہاتھ دیکھا۔ اس کا ہاتھ بچاتے بچاتے وہ خود اپنا ہاتھ جھلسا بیٹھی تھی اور اس کی تکلیف کے آگے اسے اپنی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ کیا محبت کا جذبہ اتنا طاقتور ہوتا ہے، اس کا اسے اندازہ نہیں تھا۔ اپنی ذلت پر اسے ایک بار پھر رونا آنے لگا۔

دروازے پر ہونے والی دستک پر اس نے بمشکل اپنی جلتی ہوئی آنکھیں کھولیں۔ پتا نہیں کب وہ روتے روتے سو گئی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا تو خالدہ کھڑی تھی۔

"آپ کا فون ہے۔" اس کے کہنے پر وہ خاموشی سے ٹی وی لاؤنج میں آگئی۔

"ہیلو کائنات! ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے۔" اسامہ کی آواز سن کر اس نے بے اختیار دیوار پر ہاتھ رکھ کر سہارا لیا۔

"تم میرے صبر کو آزما کر اچھا نہیں کر رہیں۔ تم نے خود کو میری ضد بنا لیا ہے اور اپنی ضد میں ضرور پوری کرتا ہوں۔ عزت تمہیں راس نہیں آرہی۔" وہ بہت طیش میں معلوم ہو رہا تھا۔ اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کے وہ پلٹی اور ساکت ہوگئی۔ مصطفیٰ نے ریسیور اس کے ہاتھ سے لے کر کان سے لگالیا وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑی تھی۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

”کون تھا یہ؟“ مصطفیٰ کی آواز پر وہ کوئی جواب دیے بغیر تیزی سے چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی۔ اس وقت اسے نہ اسامہ سے خوف محسوس ہو رہا تھا نہ مصطفیٰ سے ڈر لگ رہا تھا۔ اسے اپنے حواس منجمد محسوس ہو رہے تھے۔

کچھ دیر بعد دستک دے کر اندر آگیا۔

”کیا ہوا‘ درد زیادہ ہو رہا ہے۔“ معیز کے سوال پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا جو ٹیوب کا ڈھکن کھول رہا تھا۔

”ہم ابھی آئے ہیں۔ بھائی بتا رہے تھے آپ کا ہاتھ جل گیا۔ کیسے جلا؟“ معیز اس کے ہاتھ پر دوا لگاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

اس کا مطلب ہے اس نے میرا زخمی ہاتھ دیکھا تھا۔“ اس نے دکھ سے سوچا۔ اس پل اس کا دل چاہا وہ اس شخص کی بے اعتنائی پر چیخ چیخ کر روئے۔

☆ ☆ ☆

صبح جب وہ ڈائننگ روم میں پہنچی‘ وہاں سب پہلے سے موجود تھے۔ اخبار کا صفحہ الٹتے ہوئے فیضان صاحب کی نظر مصطفیٰ پر پڑی تو وہ ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ اخبار پڑھنے لگے لیکن اگلے ہی پل عجیب سے احساس پر انہوں نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔ وہ اب بھی سیدھا دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے اخبار ہٹا کر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ پھر کائنات پر ٹکی اس کی نظریں دیکھ کر وہ سٹپٹا گئے۔ انہوں نے پھر غور سے اطراف کا جائزہ لیا۔ نزہت بیگم اخبار میں مگن تھیں۔ شہروز‘ معیز کو کچھ بتا رہا تھا۔ کائنات اپنے ہی خیالوں میں گم تھی۔

”تمہارا ہاتھ اب کیسا ہے؟“ اچانک مصطفیٰ کے مخاطب کرنے پر کائنات نے چونک کر اسے دیکھا جبکہ فیضان صاحب حیرت کے مارے بے ہوش ہوتے ہوتے بچے۔

”ٹھیک ہے۔“ اس نے دھیمی آواز میں کہہ کر پھر سر جھکا لیا۔

”کیا ہوا تمہارے ہاتھ کو؟“ فیضان صاحب نے حیرت سے اس کا ہاتھ دیکھا۔

”جل گیا تھا۔“

”کیسے؟“

”چائے بناتے ہوئے۔“

”بیٹا! دھیان سے کام کیا کرو۔“ ان کے کہنے پر وہ مسکرا دی‘ تب ہی ان کی نظر مصطفیٰ کے ہاتھ پر پڑی۔ انہوں نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا جو اب اطمینان سے ناشتہ کر رہا تھا جبکہ ان کا اطمینان رخصت کر چکا تھا۔

”ڈیڈ! یہ اسامہ کون ہے؟“ ڈبل روٹی کا ٹکڑا کائنات کے حلق میں اٹک گیا جبکہ باقی سب بھی مصطفیٰ کو دیکھنے لگے۔

”اس کا کل یہاں فون آیا تھا کائنات کے لیے‘ بات کیا ہے؟۔“

اس نے کائنات کی گھبرائی ہوئی شکل دیکھ کر فیضان صاحب کو مخاطب کیا۔

فیضان صاحب نے گہرا سانس لے کر اسے بتانا شروع کیا تو وہ ناشتا ادھورا چھوڑ کر وہاں سے اٹھ آئی۔

”بھلا کیا فائدہ اسے بتانے کا‘ کیا لگتی ہوں میں اس کی؟۔“ وہ بیڈ شیٹ کے ڈیزائن پر انگلی پھیرتے ہوئے پھر اسی کے بارے میں سوچنے لگی۔

☆ ☆ ☆

”تم ایسا کرو‘ منگنی والے دن ٹراؤزر اور شرٹ پہن لو۔“

معیز کے مشورے پر شہروز نے قہقہہ لگایا تو زینب نے پیچھے رکھا کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔

”کائنات! تم بتاؤ؟“ زینب کے پوچھنے پر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

”پاجامہ کرتا۔“

”ہوں‘ اس کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔“ زینب نے پرسوچ انداز میں سر ہلایا۔

”میرا تو خیال تھا‘ تم لوگ شادی کا سوچتے؟۔“ کب سے ان کی باتیں سنتے معیز نے کہا۔

”نہیں‘ پہلے مصطفیٰ بھائی کی شادی ہوگی پھر میری۔“ شہروز نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

”اور اگر انہوں نے شادی نہ کی تو؟“ معیز کے سوال پر شہروز لاجواب ہو گیا۔

”ہائے‘ ایسے تو نہ کہیں۔“

”ذرا ان محترمہ کی بے تابی دیکھیں۔“ زینب کے کہنے پر معیز نے بے ساختہ کا قہقہہ لگایا تو وہ جھینپ کر رہ گئی۔

”اللہ کرے بھائی شادی کر لیں یا ان کو کسی سے محبت ہو جائے تا کہ میرا نمبر آئے۔“ معیز کے انداز پر شہروز نے افسوس سے سر ہلایا۔

UrduPhoto.com

"کاش ایسا ہو سکتا۔ پتا تو ہے' ہر کام انتہا پر جا کر کرتے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے انھوں نے بیین سے واقعی شدید محبت کی تھی' اسی لیے تو آج تک اسے بھولے نہیں اور نہ ہی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تھا اگر ماما ان کی شادی بیین سے ہونے دیتیں۔ کم از کم آج وہ خوش تو ہوتے۔" کائنات نے چونک کر شہروز کو دیکھا۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے' بھائی کو دوبارہ محبت نہیں ہو سکتی۔" معیز کے سوال پر کائنات نے بے چینی سے شہروز کو دیکھا۔

"لگتا تو نہیں۔ محبت تو زندگی میں ایک بار ہی ہوتی ہے اور مصطفیٰ بھائی جیسے لوگ ایک سے ہی محبت کرتے ہیں اور ساری عمر نبھاتے ہیں۔ چاہے اس کی شادی ہی ہو جائے۔"

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے بیین کی شادی ہو چکی ہے؟" زینب نے حیرت سے شہروز کو دیکھا۔

"اس کی شادی تو تین سال پہلے ہی اس کے کزن سے ہو گئی تھی۔"

"مجھے نہیں لگتا وہ اس سے محبت کرتے تھے۔" معیز پرخیال انداز میں بولا۔

"تو پھر شادی کیوں نہیں کرتے؟" شہروز کے سوال پر ایک پل کے لیے وہ خاموش رہ گیا۔

"پتا نہیں۔" وہ کندھے اُچکا کر بولا تو وہ اٹھ کر باہر نکل آئی۔

"تو یہ وجہ تھی کیونکہ اس دل میں کوئی اور ہے۔ جس کی میں تمنائی تھی' اس شدت سے اس نے کسی اور کو چاہا۔ وہ دل اس کے لیے دھڑکا جس کی دھڑکن میں' میں بسنا چاہتی تھی۔ ان آنکھوں نے اسے اس نظر سے دیکھا جن نظروں کو صرف میں محسوس کرنا چاہتی تھی۔" اس نے اپنا سر گھٹنوں پر ٹکا دیا۔

گاڑی کی طرف بڑھتے اس کے قدم وہیں رک گئے۔ اتنی ٹھنڈ میں وہ بغیر سویٹر کے بیٹھی تھی۔ اس نے اسے نظرانداز کر کے آگے بڑھنا چاہا لیکن وہ ایسا کر نہیں سکا۔

"پتا نہیں یہ لڑکی اسے اپنی طرف کھینچنے لگی تھی۔ بہت [illegible] کوشش کے باوجود وہ خود کو [illegible] کر رہا تھا۔

"کیا ہوا' تم کار کی طرف جا رہے تھے؟" فیضان صاحب نے حیرت سے اسے واپس آتے دیکھا۔

"[illegible]" فیضان صاحب نے غور سے اس کی شکل دیکھی' جو مضطرب لگ رہا تھا۔

"کہیں میرا دل بغاوت تو نہیں کر رہا۔" اس نے اپنا موبائل دیکھتے ہوئے سوچا۔

"نہیں' مجھے محبت نہیں کرنی' بالکل نہیں۔" اس نے خود کو باور کروایا۔

"معیز! اس سے کہو اندر آجائے' باہر سردی ہے۔" معیز نے حیرت سے اپنے کمرے کی طرف جاتے مصطفیٰ کو دیکھا۔

"ڈیڈ! اسے' کسے؟"

"کائنات کی بات کر رہا ہے۔" ان کے محظوظ ہوتے انداز پر وہ حیران ہوتے ہوئے باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

"چلو نا کائنات! تمہیں بھی تو کپڑوں کی ضرورت ہو گی۔" زینب نے جیسے اس کی منت کی۔

"زینب! میرا بالکل دل نہیں چاہ رہا۔ میرے لیے کپڑے تم لے آنا۔"

"کیا بات ہے' تم نہیں چل رہیں؟" شہروز نے اسے آرام سے بیٹھا دیکھ کر پوچھا۔

"یہ منع کر رہی ہے۔" زینب نے اس کی شکایت لگائی تو وہ اسے دیکھنے لگا۔

"گھر میں اگر ایک بھی بندہ ہوتا تو میں تمہیں مجبور نہ کرتا لیکن اب سب جا رہے ہیں اور یہ بھی پتہ نہیں واپسی کب ہو گی اور تمہارا اکیلا رہنا ٹھیک نہیں۔" شہروز کے کہنے پر اس نے نظر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا اور کھڑی ہو گئی۔

زینب' شہروز اور معیز کے ساتھ مصطفیٰ کی گاڑی میں بیٹھ گئی جبکہ وہ ان کے اصرار کے باوجود انکل آنٹی کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ جس وقت وہ شاپنگ سینٹر میں پہنچے' وہاں کافی رش تھا۔ کار پارک کرنے کے لیے جگہ ڈھونڈنا مشکل ہو رہا تھا۔ مصطفیٰ نے گاڑی پارک کر دی تھی' ان سب کے باہر نکلتے ہی وہ بھی آنٹی کے ساتھ باہر نکل آئی جبکہ فیضان صاحب گاڑی پارک کرنے لگے۔ مصطفیٰ کی نظریں بھٹک کر پھر اس پر جا رکیں جس کا چہرہ دھوپ کی کرنوں سے تمتمانے لگا تھا۔ کبھی وہ دوپٹے اور کبھی ہاتھ کی آڑ سے انہیں روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ بلا ارادہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ دھوپ کی شدت سے اس کا پورا وجود

UrduPhoto.com

چلنے لگا تھا لیکن اچانک اسے لگا وہ کسی مہربان سائے تلے آ گئی ہے۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ مصطفیٰ اس کی جانب پشت کیے کھڑا تھا۔ اس تک آنے والی دھوپ کو اس نے روک لیا تھا۔ اس کی زندگی بھی ایک تپتی دھوپ کی طرح تھی جس میں وہ ایک گھنے سایے کی طرح آیا تھا لیکن وہ یہ بات نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کی زندگی بن چکا ہے۔ فیضان صاحب کے آتے ہی وہ اس کے سامنے سے ہٹ گیا۔

وہ زینب کے ساتھ بڑی بے دلی سے کپڑے دیکھ رہی تھی۔

''کائنات! تمہیں کوئی پسند آیا؟'' زینب نے اس کی طرف دیکھا۔

''میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا، تم دیکھو۔'' شہروز نے خود اس کے لیے ایک سوٹ پسند کرکے اس کی مشکل آسان کردی۔

''یہ لو، یہ تمہارا سوٹ۔'' زینب نے وہ سوٹ جس پر سلور موتیوں کا ہلکا سا کام تھا، اس کی طرف بڑھایا۔ ''پسند آیا؟'' وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی تو وہ مسکرادی۔

زینب کے مڑتے ہی وہ بھی دوسرے کاؤنٹر پر آگئی اور بے دھیانی سے پرفیومز دیکھنے لگی۔ اچانک اپنا نام پکارے جانے پر وہ پلٹی تو اسے زمین و آسمان اسے گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔

''آج اگر کچھ اور بھی مانگتا تو شاید وہ بھی مل جاتا۔ پچھلے تین ماہ سے تمہاری ایک جھلک کو ترس رہا ہوں۔'' وہ خوشی سے بے قابو لہجے میں اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

''کیا ہوا، ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟'' اسے ساکت کھڑا دیکھ کر وہ مسکرایا۔ ''یقین نہیں آرہا۔ اماں بھی تمہیں بہت یاد کرتی ہیں۔ آج اگر تم مجھے یہاں نہ ملتیں تو میں تمہیں لینے تمہارے رشتہ داروں کے گھر پہنچ جاتا۔'' اس کا چہرہ یک لخت سفید پڑ گیا۔ اس نے مڑ کر کسی کو تلاش کرنا چاہا۔

''کسے ڈھونڈ رہی ہو، تمہارے ساتھ کوئی آیا ہے؟'' وہ اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگا۔ ''گھر چلو۔''

''نہیں۔'' اس کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی۔ وہ تیزی سے پلٹی۔

''کائنات! بس بہت ہو گیا ڈرامہ۔ اب سیدھی طرح میرے ساتھ چلو۔'' اسامہ نے اس کا ہاتھ تھاما تو ہلکی سی چیخ اس کے منہ سے نکلی۔

''کائنات!'' معیز کی آواز پر اس نے تیزی سے اس کی طرف بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس کے ہاتھ پر اسامہ کی گرفت سخت تھی۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے۔'' معیز نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ چھڑانا چاہا۔

''بدتمیزی نہیں، یہ منگیتر ہے میری۔ تم کون ہوتے ہو ہمارے معاملے میں بولنے والے۔'' اس نے بدتمیزی سے معیز کو دھکا دیا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' نزہت بیگم گھبرا کر ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

پیچھے آتے شہروز نے جلدی سے سیل فون نکال کر اس پر کوئی نمبر ڈائل کیا۔

سب لوگ وہاں جمع ہونے لگے تھے۔ اچھا خاصا تماشا لگ چکا تھا۔

''کیا ہو رہا ہے'' مصطفیٰ کی آواز پر اس نے فوراً آواز کی سمت دیکھا۔ اسے دیکھ کر کائنات کو لگا کسی نے اس میں روح پھونک دی ہو۔ وہ ایک دم ان کے درمیان آگیا۔ اس کے پیچھے فیضان صاحب بھی تھے۔ اس نے شہروز کے گریبان پر رکھے اس کے ہاتھوں کو تھام کر اسے پیچھے دھکا دیا۔ کائنات نے اسامہ کو گھبراتے دیکھا۔

''میں اپنی منگیتر کو لینے آیا ہوں، دیکھتا ہوں کون مجھے روکتا ہے۔''

وہ اچانک اس کی طرف پلٹا تو بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کی طرف بڑھتا مصطفیٰ نے اسے پیچھے سے دبوچ لیا۔

''خبردار جو اس کی طرف دیکھا بھی۔ اگر جان پیاری ہے تو یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ۔'' اسامہ نے مصطفیٰ کا ہاتھ جھٹکا مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی کارروائی کرتا، مصطفیٰ نے مکا اس کے منہ پر دے مارا۔ اگلے ہی پل وہ کاؤنٹر پر منہ کے بل گرا۔ جب وہ سیدھا ہوا اس کے ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا۔ اس نے کائنات کا بازو تھاما اور اسے گھسیٹنا شروع کردیا۔

''خبردار اگر مجھے کسی نے روکنے کی کوشش کی، میں اسے جان سے ماردوں گا۔'' اس کے ریوالور نکالتے ہی مزاحمت کرتا، کائنات کا وجود ساکت ہو گیا۔ اس نے ریوالور کی زد میں کھڑے مصطفیٰ کو دیکھا جو پھر بھی اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"مصطفیٰ!" نزہت بیگم نے چیخ کر اسے روکنا چاہا۔ اردگرد کھڑے لوگوں کا ہجوم ڈر کر پیچھے ہٹ رہا تھا۔ فیضان صاحب نے بے ساختہ مصطفیٰ کا بازو تھاما جسے اس نے ایک جھٹکے سے چھڑا لیا۔ اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اسامہ نے ٹریگر پر اپنا دباؤ بڑھانا چاہا۔ پتا نہیں اس میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی۔ اس نے پورا زور لگا کر اس کا ہاتھ گھما دیا۔ فائر گونجا' ساتھ ہی شیشہ ٹوٹنے کی آواز آئی۔ ڈھیر ساری کرچیاں فرش پر پھیل گئیں اور مصطفیٰ نے اگلے ہی پل ریوالور اس کے ہاتھ سے چھین کر اس کے منہ پر دے مارا۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا اس نے جھٹکے سے کائنات کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا کہ وہ اس کے پہلو سے جا لگی۔

پولیس سائرن کی آواز پر اسامہ نے چونک کر اردگرد دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر بھاگتا' معیز اور شہروز نے اسے جا لیا۔ فیضان صاحب نے مصطفیٰ کے ہاتھ سے اس کا بازو چھڑایا تو اس نے چونک کر اسے دیکھا۔ کائنات ایک نظر اسے دیکھ کر فیضان صاحب کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

فیضان صاحب اسے لے کر اسی وقت گھر کی طرف روانہ ہوگئے جب کہ وہ کچھ دیر بعد معیز اور شہروز کے ساتھ آیا تھا۔ کائنات کو ایک پل کے لیے اس سے خوف محسوس ہوا۔ اس نے آتے ہی کوٹ اتار کر صوفے پر دے مارا۔ "بات اتنی خراب تھی اور ڈیڈ! آپ نے مجھ سے کہا تھا' عام سی بات ہے۔ میں اس گھر میں نہیں رہتا' مجھے ساری بات بتانے کی کوئی زحمت گوارا نہیں کرتا۔"

"مصطفیٰ! اس طرح کی سچویشن کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔" فیضان صاحب نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"اب تو ہوگیا نا اور تم....." وہ اچانک کائنات کی طرف پلٹا تو وہ لرز کر رہ گئی۔ "ایک آدمی پبلک پلیس میں تمہارا ہاتھ پکڑتا ہے اور تم منہ بند کر کے کھڑی رہتی ہو' اسی لیے تو اگلے بندے کی ہمت بڑھتی ہے۔ ہاتھ ٹوٹے ہوئے تھے تمہارے' تھپڑ نہیں لگا سکتی تھیں؟" وہ اس کے سر پر کھڑا بری طرح گرج رہا تھا۔ نزہت نے اس کی دھواں دھواں ہوتی شکل دیکھی تو بے اختیار اٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا جو ان کے ساتھ لگتے ہی ہچکیوں سے رونے لگی۔

"کمال کرتے ہو مصطفیٰ! اس میں کائنات کا کیا قصور ہے وہ تو پہلے ہی اتنا ڈری ہوئی ہے اور تم بھی اسے ہی ڈانٹ رہے ہو۔" اس نے ایک غصیلی نظر اس پر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

✡ ✡ ✡

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا۔ جب فیضان صاحب اندر داخل ہوئے۔

"خیریت ہے ڈیڈ؟"

"ایک بات پوچھنے آیا ہوں۔"

"جی!" وہ بیڈ پر بیٹھ کر جرابیں پہننے لگا۔

"تم کائنات کو پسند کرنے لگے ہو۔" گھڑی کی طرف بڑھتا اس کا ہاتھ وہیں رک گیا۔ اس نے غور سے فیضان صاحب کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

"میں کائنات کو پسند نہیں کرتا ڈیڈ!" اس کے سنجیدہ انداز پر ان کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ "میں اس سے محبت کرنے لگا ہوں۔" فیضان صاحب نے پوری آنکھیں کھول کر اسے گھورا۔

"شاید پہلی نظر میں یا بہت بعد میں۔ ٹھیک طرح سے اندازہ نہیں۔ اتنا جانتا ہوں پہلی ملاقات سے لے کر کچھ عرصہ پہلے تک میں دانستہ اسے نظرانداز کرتا تھا۔ پہلی بار میں نے خود کو بے بس اس وقت محسوس کیا جب میں نے اسے لان میں بیٹھے دیکھا۔ وہ چاند کی روشنی میں بیٹھی تھی۔ میں فیصلہ نہیں کرپایا وہ زیادہ خوبصورت ہے یا چاند۔ میں نے بہت کوشش کی اس بات کو نظرانداز کردوں لیکن دوسری بار اس دن میرا ہاتھ جل گیا تھا۔ اتنی شدید جلن میں نے محسوس کی لیکن اگلے ہی پل جب اس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ میرا درد کہیں غائب ہوگیا۔ اس کا ہاتھ بھی جلا تھا لیکن اسے اس کی پروا نہیں تھی۔ اس دن اسامہ کو دیکھ کر مجھے خود پر کنٹرول نہیں رہا۔ وہ ہوتا کون ہے کائنات پر حق جتانے والا۔" وہ اچانک جذباتی ہوا تو فیضان صاحب کھل کر مسکرا دیے۔

"بیٹا جی! ایسا کوئی حق آپ کے پاس بھی نہیں ہے۔ تم اپنی ماں کو نہیں جانتے۔ مصطفیٰ! نزہت کو غلط مت سمجھنا' یہ اس کا سائیکو پرابلم ہے۔ وہ ہر چیز کو اپنے تجربے کی روشنی میں دیکھتی ہے۔ اس کا ایک ہی بھائی تھا' ان کی امیدوں کا سہارا۔ تم جانتے ہو اکلوتا بیٹا' ماں' بہنوں کے لیے کیا حیثیت رکھتا ہے۔ سجاد کو یونیورسٹی میں ایک لڑکی سے محبت ہوگئی۔ تمہاری نانی نے

UrduPhoto.com

تمہارے ماموں کی خوشی کے لیے اس لڑکی کو اپنی بہو بنا لیا۔ تمہاری ماں اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی جبکہ تمہاری ممانی لوئر مڈل کلاس سے تھیں۔ کچھ عرصے بعد وہ سجاد کو لے کر الگ ہو گئی۔ اس اللہ کی بندی نے کبھی سجاد کو ماں بہنوں سے ملنے نہیں دیا اور وہ بھی جیسے بے حس ہو گیا تھا۔ اب تمہاری ماں کو لگتا ہے ہر پسند کی شادی کا یہی انجام ہوتا ہے اور تم سے وہ شہروز اور معیز سے زیادہ محبت کرتی ہے' اسی لیے تمہارے معاملے میں زیادہ پوزیسیو ہے۔ بین کا تعلق مڈل کلاس سے تھا' اس لیے اس نے اس سے تمہاری شادی نہیں ہونے دی کہ شاید وہ بھی تمہیں اس سے جدا کر دے۔"

"فیضان صاحب نے آج پہلی بار ساری حقیقت اسے بتائی تھی۔ کتنی دیر تک وہ گم صم بیٹھا رہا۔ وہ میری کلاس فیلو تھی۔ وہ مجھے پسند کرتی تھی۔ مجھے بھی وہ اچھی لگنے لگی تھی لیکن آپ اسے محبت نہیں کہہ سکتے۔ ماما نے کہا' تم اس سے شادی نہیں کر سکتے۔ میں نے وجہ پوچھی۔ انہوں نے نہیں بتائی۔ ماما سے میں بہت پیار کرتا ہوں' میں ان کی بات نہیں ٹال سکتا۔ ہو سکتا ہے بات یہاں ختم ہو جاتی لیکن ماما نے بین کے گھر جا کر اس کی اور اس کے گھر والوں کی جو انسلٹ کی۔ اس کے کردار پر الزام لگایا۔ آپ کو پتا ہے اس کی کتنی بدنامی ہوئی۔ میں اب اس کی محبت میں جوگ لے کر نہیں بیٹھا' بس مجھے یہ نہیں بھولتا کہ ماما نے کس طرح اس کی انسلٹ کی۔ میں ماما کی نیچر کسی حد تک سمجھ گیا تھا' اسی لیے شادی نہیں کر رہا تھا۔ اپنی پسند کی بھولا نے کے بعد بھی ماما کو اس لڑکی میں سو خرابیاں نظر آنا تھیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہوں۔" وہ ہنکارا بھر کر خاموش ہو گئے۔

"اب کائنات کے بارے میں کیا خیال ہے؟۔" ان کی بات پر وہ مسکرا دیا۔

"وہ سب سے الگ حیثیت رکھتی ہے میرے لیے۔ اور ماما کی کسی غلط سوچ کی وجہ سے میں اسے نہیں کھو سکتا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا تو فیضان صاحب اٹھ کھڑے ہو گئے۔

"تم فکر نہ کرو' میں کچھ نہ کچھ کروں گا۔ ویسے کائنات کو پتا ہے کہ اس نے اس "پتھر" میں سوراخ کر دیا ہے؟۔"

"نہیں' ابھی تو نہیں پتا' پر بتا دوں گا۔"

"اس لڑکی پر رحم کھاؤ۔ پہلے ہی اس کا چڑیا سا دل ہے' تم رہنے دو' میں خود بتا دوں گا۔"

"ایسے ہی' محبت میں کرتا ہوں' میں بتاؤں گا۔" وہ کوٹ پہنتے ہوئے شرارتی انداز میں بولا۔

"اچھا پھر ایک بات یاد رکھنا' خبردار جو اسے ڈرایا۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" ان کی بات پر اس نے بے ساختہ قہقہہ لگایا تھا۔

☼ ☼ ☼

اس نے بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ لوگ اب تک نہیں آئے تھے۔

"آپ کسی کا انتظار کر رہی ہیں؟" انیق' جو زینب کا کزن تھا اس کے قریب آ گیا۔

"میں انکل کا ویٹ کر رہی ہوں۔"

"اچھا!" وہ بھی دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے قریب کھڑے ہونے پر کائنات کو الجھن ہونے لگی۔ کل سے وہ زینب کے ہاں تھی اور اس کا یہ کزن مسلسل اس کے پیچھے تھا۔ فیضان صاحب کے آتے ہی وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

"آپ کو پہچانا نہیں بیوٹی فل لیڈی! آپ کا تعلق زمین سے ہے یا آج سیدھی آسمان سے اتری ہیں۔" فیضان صاحب کے شرارتی انداز پر وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

"ارے شہروز! معیز! پہچانا ان کو۔"

"انکل پلیز......" معیز اور شہروز کو آواز دینے پر وہ کنفیوز ہونے لگی۔ آج اس نے وہی سفید سوٹ پہنا تھا اور زینب کے اصرار پر محض لپ اسٹک اور آئی لائنر کا اضافہ کیا۔

"آنٹی نہیں آئیں؟۔" اس نے ان کے پیچھے جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"لو لڑکے کی والدہ کے بغیر رسم ہو سکتی ہے' وہ کھڑی ہے۔" انہوں نے اشارہ کیا تو اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہ دشمنِ جاں بھی ان کے ساتھ کھڑا تھا۔

"چلو! رسم شروع ہونے پر انہوں نے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔

"اچھی لگ رہی ہے نا؟۔" فیضان صاحب نے اچانک اس کے قریب جا کر کہا تو اس نے کائنات پر سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا۔

UrduPhoto.co
UrduPhoto.co
UrduPhoto.co

"ڈیڈ! یہ لڑکا کون ہے؟" فیضان صاحب نے کائنات کے قریب کھڑے انیق کو دیکھا۔

"زینب کا کزن ہے شاید۔"

"تو اس کے پاس کیا کر رہا ہے۔" مصطفیٰ نے غصے سے اسے دیکھا۔ فیضان صاحب نے شرارت سے مسکراتے ہوئے اس کا جائزہ لیا۔

"ڈیڈ! پلیز...." اس نے جوس کا گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ جھنجلایا۔

"اچھا بابا!" وہ جلدی سے اٹھے۔ اسٹیج پر تصویریں بننے لگیں تو وہ بھی اسٹیج پر آ گیا۔ فیضان صاحب نے اسے اسٹیج پر کھڑے دیکھا تو کائنات کو لے کر اوپر آ گئے۔ معیز کو انہوں نے کائنات اور مصطفیٰ کے ساتھ کھڑا کر دیا اور خود نزہت بیگم کے ساتھ بیٹھ گئے۔ فنکشن ختم ہوتے ہی لوگ آہستہ آہستہ جانے لگے تو زینب کے ممی پاپا بھی اسٹیج پر آ گئے۔

"نزہت! کائنات کو آج ہمارے ساتھ جانے دو، یہ سچ دو دن تو ایسے گزرے مجھے لگنے لگا تھا زینب کے علاوہ بھی میری ایک بیٹی ہے۔" مصطفیٰ نے آنٹی عاصمہ کے پیچھے کھڑے انیق کو دیکھا تو اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہونے لگیں۔ وہ سب آہستہ آہستہ اسٹیج سے اترنے لگے۔

"بات سنو۔" مصطفیٰ کی آواز پر وہ بے ساختہ پلٹی۔

"ایک دن وہاں رہ لیا، کافی ہے۔ مزید وہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ گاڑی میں چل کر بیٹھو۔"

اس کے کھردرے لہجے پر وہ ہکا بکا رہ گئی۔ "پہلے سرے سے بات ہی نہیں کرتا تھا اور اب جب بات کرتا ہے، سوائے ڈانٹنے کے اور کچھ آتا ہی نہیں۔" وہ آنسو پیتے ہوئے اس کے پیچھے چلنے لگی۔

"چلو کائنات! تم ہمارے ساتھ چلو۔" عاصمہ آنٹی کے ساتھ زینب بھی اصرار کرنے لگی۔

"آنٹی! میں کل آ جاؤں گی۔"

"پلیز کائنات! ایک دن کے لیے آ جائیں۔" انیق کے انداز پر مصطفیٰ کو آگ ہی لگ گئی۔ فیضان صاحب نے بڑی مشکل سے مسکراہٹ [illegible]

"عاصمہ! کائنات کو ہم نے ایک دن میں اتنا مس کیا، [illegible] کائنات کو میں خود چھوڑنے آ جاؤں گا۔" فیضان صاحب کے کہنے پر وہ چپ [illegible] کے ساتھ باہر نکل آئی۔

"بیٹا! تم معیز کے ساتھ آ جاؤ۔" وہ فیضان صاحب کی گاڑی میں بیٹھنے لگی تو انہوں نے معیز کی طرف اشارہ کیا جو مصطفیٰ کی کار میں بیٹھا تھا۔

"انکل! اندر جگہ ہے تو۔" اس نے حیرت سے پچھلی خالی سیٹوں کو دیکھا۔ "بیٹا! مجھے نزہت اور شہروز کے ساتھ ضروری کام سے جانا ہے، اس لیے کہہ رہا ہوں۔"

"جی!" وہ خاموشی سے مصطفیٰ کی کار کی طرف آ گئی۔

سارا راستہ وہ ڈرتی ہی رہی کہ اب ڈانٹ پڑی کہ تب پڑی۔ اپنا علاقہ شروع ہوتے دیکھ کر اس نے سکھ کا سانس لیا لیکن اگلے ہی لمحے گاڑی ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ معیز اور مصطفیٰ باہر نکل کر انجن چیک کرنے لگے تھوڑی دیر بعد مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے معیز بولا۔

"بھائی! آپ ایسا کریں گھر چلے جائیں، میں گاڑی ٹھیک کروا کر لے آتا ہوں۔"

کائنات جلدی سے کار سے باہر نکلی۔

"ٹھیک ہے، میں کوئی ٹیکسی دیکھتا ہوں۔" وہ ایک نظر اسے دیکھ کر پیچھے مڑ گیا تو وہ جلدی سے معیز کے پاس آئی۔

"تم انہیں گاڑی ٹھیک کروانے دو۔ مجھے ان کے ساتھ نہیں جانا۔" اس کی آواز میں گھبراہٹ نمایاں تھی۔

"آپ دیکھ رہی ہیں۔ رات ہونے والی ہے۔ آگے راستہ بھی سنسان ہے۔ اگر راستے میں آپ کا کوئی عاشق جن نکل آیا تو میں کیسے آپ کی حفاظت کروں گا۔" معیز نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا لیکن وہ اس کا اشارہ سمجھ کر خاموش ہو گئی۔

"بھائی! آپ کو ہر جن سے بچا کر لے جائیں گے۔"

"ہاں ان سے بڑا جن اور کون ہے۔" وہ زیر لب بڑبڑاتے ہوئے مڑی اور اپنے بالکل پیچھے کھڑے مصطفیٰ کو دیکھ کر اس کی روح فنا ہو گئی۔

"ٹیکسی کے لیے مین روڈ تک جانا پڑے گا اور مین روڈ کافی دور ہے جبکہ ہم واک کرتے ہوئے گھر پہنچ سکتے ہیں۔" اس نے معیز سے کہا تو وہ سر ہلانے لگا۔

"کیا خیال ہے، پیدل چل لو گی؟" اس نے براہِ راست اس سے پوچھا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس نے چور نظروں سے اسے دیکھا جو سیدھا دیکھتے ہوئے چلتا جا رہا تھا۔ وہ دل مسوس کر رہ گئی اور خاموشی سے اپنے اٹھتے قدموں کو دیکھنے لگی۔

UrduPhoto.co
UrduPhoto.co
UrduPhoto.co

"بی بی!" اچانک پتہ نہیں ایک بابا کہاں سے نکل کر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ گھبرا کر مصطفیٰ کی طرف ہوگئی۔ "بی بی! اللہ تمہارا بھلا کرے۔ اللہ کے نام پر دیتی جاؤ۔ اللہ نے اتنا سوہنا بندہ دیا ہے' اس کے صدقے دیتی جاؤ۔" کائنات نے سٹپٹا کر مصطفیٰ کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ فقیر نے اس کی نظروں کے زاویے کو پتہ نہیں کیا سمجھا' تیزی سے مصطفیٰ کی طرف آگیا۔

"بیٹا! اللہ تم لوگوں کی جوڑی سلامت رکھے' اتنی سوہنی تمہاری بیوی ہے۔ اپنی بیوی کا صدقہ ہی دیتے جاؤ۔" کائنات نے کن انکھیوں سے مصطفیٰ کو دیکھا جو والٹ نکال رہا تھا۔

اگلے ہی پل اسے جھٹکا لگا۔ اس نے حیرت سے مصطفیٰ کو دیکھنے کے بعد اس بابا کو دیکھا جس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب تھیں۔ وہ پانچ سو کا نوٹ تھامے ساکت کھڑا تھا۔ اچانک اس نے نوٹ الٹ پلٹ کرنے کے بعد حیرت سے مصطفیٰ کو دیکھا۔

"چلو۔" مصطفیٰ اس کو اشارہ کرکے چل پڑا تو وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگی۔ چلتے ہوئے اس نے ایک بار پھر پلٹ کر اس بابا کو دیکھا جو وہ نوٹ تھامے مصطفیٰ کی پشت کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے مصطفیٰ کی ذہنی حالت پر شک ہو۔

"آپ نے اسے اتنے زیادہ روپے دے دیے۔" اس سے رہا نہ گیا تو وہ پوچھ بیٹھی۔ "کہیں ایسا تو نہیں اس نے بے دھیانی میں نوٹ تھما دیا ہو۔"

"مجھے اس کی دعا اچھی لگی اور پھر اس نے میری اور میری بیوی کی تعریف بھی کی تو مجھے لگا وہ اتنے تو ڈیزرو کرتا ہے۔" کائنات حیرت سے اس کا منہ دیکھنے لگی۔ وہ سمجھتے ہوئے بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"آگئے تم لوگ؟" فیضان صاحب نے بغور ان کا جائزہ لیا۔ انہوں نے کائنات کی شکل دیکھی جو کچھ حیران پریشان سی لگ رہی تھی پھر انہوں نے مصطفیٰ کو دیکھا جو جھنجلایا ہوا تھا۔

"جاؤ بیٹا! تم آرام کرو۔" فیضان صاحب کے کہنے پر کائنات نے مصطفیٰ کی طرف ایک نظر دیکھا اور اندر کی طرف مڑ گئی۔

"کیا ہوا' بتایا اسے؟" فیضان صاحب نے بڑے اشتیاق سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"آپ کے مہذب والے طریقے سے بتانے کی کوشش کی تھی۔"

"مطلب؟" فیضان صاحب نے حیرت سے اس کی بیزار صورت دیکھی تو اس نے سارا واقعہ سنا دیا۔

"میرے اتنا واضح کہنے پر بھی اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ ہونقوں کی طرح منہ کھولے مجھے دیکھنے لگی جیسے میں کسی اور زبان میں بات کر رہا ہوں۔" اس کے بیزار کن انداز پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"ہنس لیں' میری قسمت ہی ایسی ہے۔ محبت ہوئی بھی تو ایک ڈفر سے۔ اگر میں سیدھا سیدھا اسے آئی لو یو بھی بول دوں تو وہ پہلے میرا منہ دیکھتی رہے گی پھر ڈر کے مارے بے ہوش ہو جائے گی۔" وہ جھلا کر بولا تو فیضان صاحب کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔ انہیں دیکھ کر وہ بھی ہنس پڑا۔

☆ ☆ ☆

"آنٹی! آپ نے مجھے بلایا تھا۔"

"ہاں آؤ' کائنات!" اسے دیکھ کر نزہت بیگم نے ہاتھ میں پکڑا میگزین واپس رکھ دیا۔

"انیق! تمہیں کیسا لگتا ہے؟"

"جی!" ان کے سوال پر اسے کرنٹ لگا۔ اس نے حیرت سے مسکراتے شہروز اور سنجیدہ بیٹھے فیضان صاحب کو دیکھا۔

"میرا مطلب ہے' انیق تم سے شادی کرنا چاہتا ہے اور وہ تمہاری اس بارے میں رائے جاننا چاہتا ہے پھر تمہارا کیا خیال ہے؟" کچھ دیر کے لیے تو وہ جواب دینے کے قابل ہی نہیں رہی۔ یہ سب تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

"کائنات!"

"جی!" وہ چونکی۔ "جو آپ کو ٹھیک لگے۔" ان کی سوالیہ نظروں کے جواب میں وہ بے دلی سے بولی۔

"ابھی باقاعدہ پرپوزل نہیں آیا۔ عاصمہ نے بات کی ہے۔ تم سوچنے کے لیے وقت لے سکتی ہو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کا جھکا ہوا سر دیکھا۔ "میں زینب کی طرف جا رہی ہوں' چلو گی؟"

ان کے شرارتی انداز پر شہروز قہقہہ لگا کر ہنس پڑا جبکہ وہ اپنے آنسو پینے میں مصروف تھی۔ نزہت بیگم کے اٹھتے ہی وہ بھی کسی کو دیکھے بغیر تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ فیضان صاحب نے افسوس سے سر ہلایا۔

UrduPhoto.com

"عجیب ہی اصول ہیں تمہارے نزہت بیگم! دوسروں کی اولاد پسند کی شادی کرے تو تم خوشی سے کروانے کھڑی ہو جاتی ہو اور اپنے بچوں کی خوشی تمہیں نظر نہیں آتی۔"

"ڈیڈ!" فیضان صاحب نے چونک کر شہروز کو دیکھا جس نے گلاب جامن کا ڈبہ ان کے آگے کر رکھا تھا۔

"نہیں یار!" وہ اکتا کر بولے۔

"میں ماما کے پاس جا رہا ہوں۔" وہ کمرے کی طرف بڑھا۔

"اتنی تیزی سے کہاں جا رہے ہو؟" اندر داخل ہوتے ہوئے مصطفیٰ نے اس کا بازو تھام کر پوچھا۔

"اپنے ہونے والے سسرال میں گلاب جامن کھانے۔"

"وہ کس خوشی میں؟" مصطفیٰ نے گلاب جامن اٹھاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کائنات کا پرپوزل آنے کی خوشی میں۔" فیضان صاحب نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا جو گلاب جامن ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔

"سنا ہے انیق صاحب اپنی کائنات پر فدا ہو گئے ہیں۔ ماما تو شادی کروانے کے لیے تیار ہو گئی ہیں، کائنات بھی راضی لگتی ہے۔ مزید انفارمیشن میں اگلے چکر میں آپ کو سناتا ہوں۔" شہروز کے باہر نکلتے ہی فیضان صاحب نے اسے دیکھا، وہ انہیں ہی گھور رہا تھا۔

"یہ شہروز کیا کہہ رہا تھا، کائنات انیق سے شادی کرنے کے لیے راضی ہے؟۔ ڈیڈ! اگر وہ بھی ایسا چاہتی ہے تو میں سے شوٹ کر دوں گا۔"

اس کے بھڑنے پر وہ مسکرا دیے۔ وہ موبائل اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا لیکن چار قدم چل کر پھر ان کی طرف مڑا۔

"ڈیڈ! آپ کو لگتا ہے کہ وہ اسے پسند کرتی ہے؟۔" وہ کچھ مضطرب ہو کر پوچھنے لگا۔

اس کے سوال پر وہ مسکرا کر ٹی وی لاؤنج سے باہر جانے لگے۔ "ڈیڈ! آپ نے بتایا نہیں۔" وہ حیران ہوتا ان کے پیچھے آیا۔

"تمہیں [illegible]"

"آپ کو کیسے پتا۔" کافی دیر بعد جب وہ بولا تو ہونٹوں [illegible]

"بس چل گیا، اب میری جان چھوڑ دو" وہ کہتے ہوئے

آگے بڑھ گئے مگر وہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ کھڑا مسکراتا رہا۔

✡ ✡ ✡

"کیا سوچا جا رہا ہے؟" معیز کی آواز پر وہ چونکی۔ "انیق کے بارے میں سوچ رہی ہو؟"

"میں کسی کے بارے میں نہیں سوچتی اور نہ ہی مجھے کسی سے شادی کرنا ہے۔" وہ جل کر بولی۔

"کیوں بھئی، کیا آپ کو کوئی اور پسند ہے؟ مجھے بتائیں، میں ابھی اسے حاضر کرتا ہوں۔"

"نہیں، مجھے کوئی بھی پسند نہیں ہے۔"

"اچھا..... کیا مصطفیٰ بھائی بھی نہیں۔" وہ شرارت سے بولا۔

"ان کا یہاں کیا ذکر ہے۔ ویسے بھی وہ ببین سے محبت کرتے ہیں۔ تمہیں یاد ہے شہروز بھائی نے کہا تھا۔ محبت ایک بار ہوتی ہے۔"

"آپ کو شہروز بھائی کی بات تو یاد ہے، یہ یاد نہیں کہ میں نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے انہیں ببین سے محبت نہ ہو۔"

"ببین سے محبت ہے تب ہی تو وہ شادی نہیں کرنا چاہتے۔"

"کس سے کس کو محبت ہے بھئی؟" آواز پر اس نے جلدی سے مڑ کر دیکھا تو مصطفیٰ کو دیکھ کر جیسے اس کی روح فنا ہو گئی۔

"کائنات کہہ رہی تھی کہ آپ....." معیز اپنی بات پوری کیے بغیر تیزی سے باہر نکل گیا۔ وہ بھی جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ مصطفیٰ آگے بڑھ کر اس کے مقابل کھڑا ہو گیا۔

"ببین صرف میری کلاس فیلو تھی، اچھی دوست تھی، وہ مجھے پسند کرتی تھی۔ میں نے سوچا شادی کے لیے انڈر اسٹینڈنگ ضروری ہے، اس سے شادی کر لی جائے لیکن ماما کو اچھا نہیں لگا، اس لیے بات ختم ہو گئی۔ جہاں تک شادی نہ کرنے کی بات ہے، وہ ایک لمبی داستان ہے پھر کبھی سناؤں گا۔" وہ رکا پھر اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"کائنات! جو میں تمہارے لیے محسوس کرتا ہوں، اب سے پہلے کسی کے لیے محسوس نہیں کیا۔ ببین میری پسند تھی، محبت نہیں۔ اگر محبت ہوتی تو کوئی مجھے اس سے شادی سے نہیں روک سکتا تھا۔"

UrduPhoto.com

وہ جیسے ایک ٹرانس کی کیفیت میں یک ٹک اس کی شرٹ کے بٹن کو دیکھتی رہی۔ جانے ان لفظوں کا یقین تھا یا محبت کا نشہ، وہ دونوں جیسے کھو سے گئے تھے۔ اچانک دروازہ کھلنے پر چونکے۔ کائنات تیزی سے باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔ ارے زینب آئی ہے۔" فیضان صاحب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ان کے پیچھے معیز بھی تھا۔

"معیز! باہر مٹھائی کا ڈبہ ہے، وہ اندر لے آؤ۔" فیضان صاحب نے کہا تو معیز باہر نکل گیا۔ مصطفیٰ مسکرانے لگا۔

"خیریت تو ہے؟" زینب نے حیرت سے مصطفیٰ کا خوشگوار موڈ دیکھا۔

"خیریت ہی ہے تم لوگ منہ میٹھا کرو۔"

"کس خوشی میں ڈیڈ؟" شہروز نے گلاب جامن اٹھا کر سوال کیا۔

"بتاتا ہوں، پہلے تم بتاؤ۔ زینب اتنی رات کو خیریت سے آئی ہو؟"

"جی انکل! میں کائنات سے ملنے آئی تھی۔ انیق بھائی کے بارے میں اس کی رائے جاننے کے لئے۔ آنٹی انیق بھائی کی اب شادی کرنا چاہتی ہیں۔" اس نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بتایا۔

"ڈیڈ! اب منہ میٹھا کرانے کی وجہ تو بتا دیں۔" شہروز نے دوسرا گلاب جامن اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے بھائی شادی کے لیے راضی ہو گئے ہیں۔"

معیز کو اچھو لگ گئی تو ان کی بات ادھوری رہ گئی۔ شہروز جلدی سے اٹھ کر اس کی پشت سہلانے لگا۔

"ڈیڈ! مجھے بھی کچھ بتائیں گے۔ کون ہے وہ بے چاری، قسمت کی ماری۔" شہروز کے لہجے میں بے پناہ تجسس تھا۔

"کائنات!" اوندھے منہ لیٹا معیز زور سے بولا تو زینب بے ساختہ کھڑی ہو گئی جبکہ شہروز کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"ہائے ہائے یہ کیا ظلم ہوا کائنات کے ساتھ۔ وہ تو پہلے ہی حواس باختہ رہتی ہے وہ تو چند دنوں میں اللہ کو پیاری ہو جائے گی۔" شہروز نے دہائی دی۔

"اللہ نہ کرے، کیسی فضول باتیں کرتے ہیں۔" زینب نے جلدی سے اسے ٹوکا۔

"سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہیں مصطفیٰ بھائی کی عادات کا اندازہ نہیں ہے۔ کیا بنے گا۔" شہروز نے جیسے مزہ لیا۔

"لیکن وہ انیق بھائی!"

"ارے چھوڑو اپنے انیق بھائی کو۔ دیکھ نہیں رہی ہمارے گھر میں ہی لو اسٹوری شروع ہو چکی ہے۔" شہروز اطمینان سے بولا۔

"مگر ڈیڈ! یہ بات واقعی سوچنے والی ہے۔ ماما کا کیا کریں، وہ تو انیق کے ساتھ کائنات کی شادی کروانے کو تیار بیٹھی ہیں۔" شہروز نے سنجیدگی سے فیضان صاحب کو دیکھا تو معیز بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یہ اب آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ انیق بھائی کی میں ایسی برین واشنگ کروں گی کہ وہ خود کائنات سے شادی کرنے سے انکار کر دیں گے۔" کسی خیال سے اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"بیٹا! یقین سے کہہ رہی ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ پہلے بتا دو۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔" فیضان صاحب کافی سنجیدہ تھے۔

"انکل مجھ پر یقین رکھیں، اب آپ اس قصے کو ختم سمجھیں۔ بھائی نے ہمارے لیے اتنا کیا تھا تو میں ان کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی۔" اس کے انداز پر وہ تینوں مسکرا کر اسے دیکھنے لگے۔

☼ ☼ ☼

"آؤ زینب! میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔" اسے دیکھ کر نزہت بیگم نے خوشی کا اظہار کیا جبکہ کشن کے سہارے ٹیک لگا کر بیٹھا شہروز سیدھا ہو گیا۔

"خیریت ہے آنٹی!"

"خیریت ہی ہے، عاصمہ نے تب تو اتنا شور مچایا ہوا تھا انیق کی شادی کا۔ اب میں کتنے دنوں سے اس کی آمد کا انتظار کر رہی ہوں لیکن تم لوگوں نے مسلسل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔"

"آنٹی! ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ انیق بھائی نے ہی شادی سے انکار کر دیا ہے۔" زینب کی بے نیازی پر نزہت بیگم کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئیں۔

"انکار کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی؟" فیضان صاحب نے دل کی خوشی چھپاتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے پوچھا۔

"کچھ یقین سے نہیں کہہ سکتی انکل! بس آنٹی نے اتنا

UrduPhoto.co
UrduPhoto.co
UrduPhoto.co

تھا کہ انیق کسی اور کو پسند کرتا ہے اور دوسرا کائنات ان کے اسٹینڈرز سے میچ نہیں کرتی۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔ اب انیق کو دوسری لڑکی پسند آگئی تب تو میرے آگے پیچھے گھوم رہا تھا اور اسٹینڈرز کی کیا بات کی تمہاری ممانی نے۔ کائنات سے زیادہ سلجھی ہوئی لڑکی انہیں کہیں نہیں مل سکتی۔ لو ایک یتیم بچی کا مذاق بنا کر رکھ دیا۔ اس دن میں نے اس سے بات بھی کرلی تھی اور اب اس کو کتنی تکلیف ہوگی۔"

"ماما! آپ کیوں غصہ کررہی ہیں۔ ہم کائنات کے لیے بہت ہینڈسم سا لڑکا ڈھونڈ لیں گے۔" شہروز سیدھا ہو بیٹھا۔

"لیکن پھر بھی کتنی غلط بات ہے۔" زہت بیگم نے دکھ سے اندر آتی کائنات کو دیکھا۔

"چھوڑیں نا آنٹی! میں جس کام سے آئی تھی، وہ تو سن لیں۔ آج میری برتھ ڈے ہے اور آپ سب کو میرے ساتھ باہر چلنا ہے۔"

اس کے حتمی انداز میں بات ختم کرنے پر زہت بیگم مسکرا دیں۔ "بیٹا! میرا تو آج کل باہر نکلنے کا بالکل موڈ نہیں ہے۔ آج تم مجھے معاف کردو۔ ہاں تمہارا گفٹ تمہیں مل جائے گا۔"

"گفٹ پکا ہے نا۔" زینب نے مشکوک نظروں سے انہیں دیکھا تو ان کے ساتھ فیضان صاحب بھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

کائنات نے ڈرتے ڈرتے چور نظروں سے اپنے دائیں طرف دیکھا۔ وہ دونوں شرارتی نظروں سے اسے ہی گھور رہے تھے۔ اس کے دیکھنے پر شہروز کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ آئی تو اس نے جلدی سے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

جب سے ان لوگوں کو پتہ چلا تھا ان لوگوں نے ذومعنی باتیں کرکے اس کا جینا محال کر رکھا تھا۔ مصطفیٰ کی نظریں کیا کم تھیں کہ اس کے ساتھ ان دونوں کی زبانیں بھی شامل ہوگئی تھیں۔

"کائنات!" زینب کے پکارنے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"آٹھ بجے تم بھی تیار رہنا اور پلیز کوئی بہانہ نہیں۔ تم سے میں کوئی گفٹ نہیں لوں گی۔" اسے انکار کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر زینب نے فوراً ٹوک دیا۔

"چلی جانا بیٹا! آؤٹنگ ہوجائے گی۔ ویسے بھی تم کہاں جاتی ہو۔" زہت بیگم نے پیار سے کہا۔ شاید تھوڑی دیر پہلے ہونے والی گفتگو کا اثر تھا۔

"آج تم جلدی آگئے ہو؟" فیضان صاحب نے اندر آتے مصطفیٰ کو حیرت سے دیکھا۔

"ہائے، اب آفس میں دل کہاں لگتا ہے، کیوں مصطفیٰ بھائی؟" شہروز نے ٹھنڈی آہ بھر کر مصطفیٰ کو دیکھا۔

"کائنات بیٹا! ذرا خالدہ سے کہو چائے بنالے۔" زہت بیگم کے کہنے پر وہ جلدی سے اٹھی لیکن دو قدم چلنے پر ہی اسے رکنا پڑا۔ اس نے مڑ کر دیکھا، اس کے دوپٹے کا کونہ مصطفیٰ کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے دوپٹہ کھینچا لیکن مصطفیٰ اسی بے نیازی سے بیٹھا رہا۔

"کیا ہوا کائنات! تم رک کیوں گئیں؟" زہت نے حیرت سے اسے وہیں کھڑے دیکھ کر پوچھا۔

"مصطفیٰ! میرا خیال ہے کائنات کا دوپٹہ اٹک گیا ہے، ذرا چھڑا دو۔" آخری دو لفظ فیضان صاحب نے دانت پیس کر ادا کیے تو مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے اس کا دوپٹہ چھوڑ دیا۔ کچن میں آتے ہی بے ساختہ سینے پر ہاتھ رکھا۔ مصطفیٰ کے بے باک انداز اسے ہر وقت ہراساں رکھتے تھے۔ اب بھی عافیت اسی میں تھی کہ وہ لاؤنج میں جانے کے بجائے اپنے کمرے میں چلی جائے اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"شہروز! میرا گفٹ نکالیں۔" زینب نے کیک کاٹنے کے بعد سب سے پہلے شہروز سے گفٹ مانگا۔

"میں آگیا ہوں، یہ کافی نہیں۔"

"بالکل نہیں۔" زینب کے صاف جواب پر وہ سر کھجانے لگا۔ "زینب! تمہیں سالگرہ بہت مبارک ہو۔ یہ میری اور کائنات کی طرف سے۔" مصطفیٰ نے گفٹ ریپر میں لپٹا ڈبہ اس کی طرف بڑھایا تو کائنات نے بے ساختہ مصطفیٰ کو دیکھا۔

"کچھ نصیحت حاصل کریں مصطفیٰ بھائی سے۔" زینب نے مسکراتے ہوئے شہروز کو غیرت دلانا چاہی۔

"بھئی ان کی تو کیا بات ہے۔" وہ شرمندہ ہونے کے بجائے شرارت سے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

"ایکچوئلی بھائی ابھی سے مستقبل کی پریکٹس کررہے ہیں۔" معیز کی بات پر مصطفیٰ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا جو اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔

UrduPhoto.com

"بھائی کی تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن آج کائنات کو کیا ہوا ہے۔"

معیز نے مسلسل مصطفیٰ کی طرف دیکھتی کائنات کو دیکھ کر شہروز کے کان میں سرگوشی کی تو زینب کے کھانسنے پر اس نے اس کی طرف دیکھا اور پہلی بار کنفیوز ہونے کے بجائے مسکرا دی۔ صرف اس ایک شخص کے ملنے سے اسے ہر رشتہ مل گیا تھا۔ ہر خوشی پوری ہو رہی تھی۔ معیز اور شہروز پہلے بھی اس سے دوستانہ رویہ رکھتے تھے لیکن اب تو ان کی دوستی میں احترام اور محبت بھی شامل ہو گئی تھی۔ رشتوں کا یہ روپ' یہ نوک جھونک سب کچھ نیا لیکن بہت دلفریب تھا۔ ریسٹورنٹ کی سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ بہت خوش تھی۔ زندگی ایک خوبصورت خواب لگ رہی تھی۔ اس نے نظریں اٹھا کر اپنے پہلو میں چلتے اس شاندار شخص کو دیکھا' لیکن اگلے ہی پل حقیقت کا تھپڑ پوری طاقت سے اس کے منہ پر لگا۔ وہ بے ساختہ مصطفیٰ کا بازو تھام کر اس کے پیچھے چھپ گئی۔

"اس دن تم لوگوں نے مجھے اکیلا سمجھ کر بہت غنڈہ گردی دکھائی تھی۔ تم نے کیا سمجھا تھا میں جیل سے باہر کبھی نہیں آؤں گا۔"

اس کی طیش سے بھری آواز سن کر وہ تھر تھر کانپنے لگی۔ آج اس کے ساتھ پانچ لوگ اور بھی تھے۔ شہروز نے اردگرد نظر دوڑائی پارکنگ ایریا اس وقت تقریباً" سنسان تھا۔

"شہروز! تم کائنات کو لے جاؤ۔" مصطفیٰ نے اچانک شہروز سے کہا لیکن اس سے پہلے اسامہ کے دو آدمیوں نے اسے پکڑ لیا۔

"یہاں سے آج کوئی کہیں نہیں جائے گا اور کائنات کے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" وہ کائنات کی طرف بڑھنے لگا تو مصطفیٰ نے تیزی سے اسے دھکا دیا۔

زینب اسی وقت ہوش میں آئی' اس نے تیزی سے اپنے سیل فون پر کوئی نمبر ڈائل کیا جب کہ معیز جلدی سے آگے بڑھا۔ اسامہ نے ایک نظر مصطفیٰ کو دیکھا اور اگلے ہی پل وہ اس پر جھپٹ پڑا اس کے ساتھ تین لوگ اور بھی شامل ہو گئے' معیز' شہروز کو اس آدمی سے چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مصطفیٰ ان چاروں سے لڑ رہا تھا۔ کائنات بری طرح گھبرا رہی تھی۔ اچانک ان میں سے ایک نے کھینچ کر ایک ڈنڈا مصطفیٰ کے سر پر دے مارا۔ ایک پل کے لیے زمین و آسمان اس کے سامنے گھوم گئے۔ اس کو لڑکھڑاتا دیکھ کر وہ چیختی ہوئی اس کی طرف بھاگی۔

"چھوڑیں انہیں۔" اسامہ نے حیرت سے اس کی بے تابی دیکھی۔ اگلے ہی پل وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے بالوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اس کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی۔

"کائنات!" مصطفیٰ کے ساتھ شہروز بھی چیخا۔

"تو یہاں یہ چکر ہے تم سے شادی نہ کرنے کا فیصلہ تو میں نے پچھلی دفعہ ہی کر لیا تھا لیکن تمہیں میں کسی اور کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

اسامہ نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔ وہ اوندھے منہ زمین پر جا گری۔ مصطفیٰ تیزی سے اسامہ کی طرف بڑھا۔ اس نے پوری قوت سے مکا اس کے پیٹ میں دے مارا اگلے ہی پل وہ تکلیف سے زمین پر دوہرا ہونے لگا۔ مصطفیٰ نے مڑ کر ان پانچوں کو دیکھا اور ایک نظر زمین پر پڑے اس ڈنڈے کو۔ اور اگلے ہی پل وہ اندھا دھند ان پانچوں کو پیٹ رہا تھا' اور معیز اور شہروز اس کا پورا ساتھ دے رہے تھے۔

"مصطفیٰ!" اسامہ کو مصطفیٰ کا نشانہ لیتے دیکھ کر کائنات چیختی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔ لیکن وہ ٹریگر دبا چکا تھا۔ گولی شاید اس کے بہت قریب سے گزری اس کے حواس جھنجھنا کر رہ گئے۔ اچانک پولیس کی گاڑی کا سائرن سنائی دیا۔ اسامہ اور اس کے ساتھی تو بھاگ کھڑے ہوئے تھے لیکن وہ ایک ٹک زمین پر گرے ہوئے مصطفیٰ کو دیکھ رہی تھی جس کی نیلی قمیص کندھے سے سرخ ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھیں کائنات پر ٹکی تھیں' وہ جیسے ایک ٹرانس کی کیفیت میں اس کی طرف جھکی اور بے اختیار اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔ وہ اس وقت کچھ بھی محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔ شہروز اور معیز نے تیزی سے مصطفیٰ کو اٹھایا۔ وہ اسے گاڑی تک لے جا رہے تھے۔ زینب نے اسے تھام کر سنبھالنا چاہا لیکن اگلے ہی پل وہ زمین پر ڈھیر ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

گاڑی کے ہارن پر گیٹ کھلنے کی آواز آئی لیکن اس کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا۔ پچھلے دو ہفتوں سے وہ گھر پر تھی۔ پہلے دو دن اس کی حالت کے پیش نظر معیز اسے

UrduPhoto.com

اپنے ساتھ ہاسپٹل لے گیا۔ لیکن وہاں مصطفیٰ کے رشتے دار اور وہ اس کے جاننے والوں کا تانتا بندھا رہتا۔ وہ دو دن جاتی تو رہی پر اس سے مل نہیں سکی۔ کئی دفعہ اسے نزہت کی نظریں الزام دیتی ہوئی محسوس ہوتیں، کیونکہ ان کے بیٹے کو گولی اس کی وجہ سے لگی تھی۔ لوگوں کی چہ میگوئیاں شاید فیضان صاحب نے بھی سن لی تھیں۔ جو انہوں نے اسے ہاسپٹل آنے سے منع کر دیا۔ لیکن یہ دو ہفتے اس نے اک عذاب میں گزارے تھے۔ وہ جب سونے کے لیے آنکھیں بند کرتی مصطفیٰ کی بند ہوتی آنکھیں اس کے سامنے آجاتیں اور نئے سرے سے اس کی دھڑکنیں مدھم ہونے لگتیں۔

فیضان صاحب، معیز اور شہروز اس کی حالت سمجھتے تھے لیکن مجبور تھے۔

"کائنات!" فیضان صاحب اس کے قریب آئے، لیکن اس کی پوزیشن میں کوئی فرق نہ آیا تو انہوں نے زبردستی اس کا چہرہ اپنی طرف گھمایا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر انہوں نے بے اختیار اسے سینے سے لگالیا۔ ان کے سینے سے لگتے ہی وہ سسکنے لگی۔

"کائنات! تم نے رو رو کر خود کو ہلکان کر لیا ہے۔ بیٹا! اب مصطفیٰ بالکل ٹھیک ہے۔ آج وہ ڈسچارج بھی ہو جائے گا۔ تم خود اسے دیکھ لینا۔"

انہوں نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے تسلی دی۔ لیکن جب وہ آیا تب بھی کافی لوگ اس کے ساتھ تھے۔ وہ کچن کی کھڑکی سے اسے دیکھتی رہی۔ اب اسے لوگوں کا سامنا کرتے ہوئے ڈر لگنے لگا تھا۔ لیکن اس کی ایک جھلک سے اس کے بے چین دل کو سکون مل گیا۔ وہ شہروز کا کندھا تھامے آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ اس کی نظریں بے چینی سے کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

"کائنات! تم یہاں ہو، مصطفیٰ بھائی بار بار تمہارا پوچھ رہے ہیں۔" وہ خالدہ کے ساتھ کھانا بنوا رہی تھی جب معیز نے اس کے قریب آکر سرگوشی کی۔

"خالدہ! چھ کپ چائے بنا دو کچھ مہمان آئے ہیں اور کائنات! اگر سوپ بن گیا ہے تو مصطفیٰ کو دے آؤ۔" معیز کے پیغام پر وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

وہ سوپ لے کر دروازے تک پہنچی تھی کہ نزہت کی غصیلی آواز پر وہ رک گئی۔

"تمہاری ان ہی حرکتوں سے مجھے خوف آتا تھا۔ ہر ایک کے لیے تم خطرے میں کود پڑتے ہو۔ کیا ضرورت تھی اس غنڈے کے منہ لگنے کی۔ خدانخواستہ گولی کہیں اور لگ جاتی تو۔" نزہت روہانسی ہو گئیں۔

"میں ٹھیک ہوں ماما!"

"کیا ٹھیک ہو، رنگ دیکھو کیسا ہو رہا ہے۔ سہیل نے بتایا تم ہاسپٹل سے نکل کر کامران سے ملنے پولیس اسٹیشن جاتے رہے ہو۔ میں تمہارا کیا کروں، مصطفیٰ! زخم تمہارا ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا۔ ڈاکٹر نے آج تمہیں ڈسچارج کیا ہے وہ بھی مکمل بیڈ ریسٹ کی ہدایت کے ساتھ۔ لیکن تم باز نہیں آتے۔ وہ لڑکا اب اریسٹ ہو چکا ہے، بس کرو۔" نزہت نے جھنجلا کر کہا۔

"بس نہیں کر سکتا۔ اس نے میری غیرت کو چھیڑا ہے۔ اسے یہ اب بہت مہنگا پڑنے والا ہے۔" مصطفیٰ کے غضب ناک لہجے پر کائنات نے ایک گہرا سانس لیا۔

وہ ٹرے لیے اندر داخل ہو گئی۔ نزہت نے پرسوچ نظریں مصطفیٰ پر سے ہٹا کر کائنات کو دیکھا۔

"سوپ پینے کے بعد پین کلر تمہیں لینی ہے۔ تم کہہ رہے تھے کہ درد ہو رہا ہے۔" نزہت نے سائیڈ ٹیبل پر سے دوائی ڈھونڈتے ہوئے کہا، جب کہ اس کی نظریں کائنات پر تھیں۔

"ماما! اب درد نہیں ہو رہا۔" اس کے گہرے لہجے پر کائنات سٹپٹا کر باتھ روم کی طرف بڑھی جب کہ نزہت نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔ باہر کھڑے فیضان صاحب جلدی سے بول اٹھے۔

"نزہت! افتخار صاحب آئے ہیں ان کی مسز تم سے ملنا چاہتی ہیں۔"

"اچھا!" وہ کچھ بیزاری سے بولیں۔

"مصطفیٰ! پلیز بیٹا سوپ، پورا ختم کرنا۔ کائنات ذرا ٹرے ٹھیک طرح سے سیٹ کر دینا۔" باتھ روم سے باہر نکلتے ہی وہ ٹرے اٹھا کر اس کے قریب آگئی۔ اور نظریں جھکائے ٹرے اس کے سامنے رکھنے لگی۔

"اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟" کائنات نے نظریں اٹھا کر اس کا کمزور چہرہ دیکھا، وہ اتنی تکلیف میں بھی اس کی فکر کر رہا تھا۔ اگلے ہی پل وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ اگر میں اسامہ کے ساتھ چلی جاتی تو آپ کو کبھی اتنی تکلیف نہ ہوتی، میں

UrduPhoto.com

جانتی ہوں۔ وہ بہت برا ہے۔ وہ پھر آجائے گا۔ آپ کب تک میری خاطر لڑیں گے۔ اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو' میں کیا کرتی۔" وہ جو ہونٹ بھینچے اس کی باتیں سن رہا تھا آخری بات پر مسکرا دیا۔

"تکلیف مجھے تب نہیں 'اب ہو رہی ہے' تمہاری باتیں سن کر۔ اسامہ ہوتا کون ہے تمہیں لے جانے والا۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اور تمہارے لیے میں اسامہ سے تو کیا ساری دنیا سے لڑ سکتا ہوں۔ اور جہاں تک اسامہ کے آنے کا سوال ہے تو اب اسے بھول جاؤ۔ اب وہ کبھی ہماری زندگی میں نہیں آئے گا۔ یہ مصطفیٰ کا وعدہ ہے تم سے۔"

کائنات نے بے اختیار اپنے دونوں ہاتھ ہٹا کر اس کی پر یقین آنکھوں میں دیکھا۔ وہ جیسے ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئی۔

"اور پلیز ذرا میرے قریب بیٹھ جاؤ۔ اتنی دور سے تو میں تمہیں صحیح سے دیکھ بھی نہیں سکتا۔" مصطفیٰ نے بے بسی سے اپنے دائیں بازو کی طرف اشارہ کیا تو وہ سب بھول کر مسکرا دی۔

"بہت اچھی بات ہے۔" اس نے کرسی مزید پیچھے سرکالی۔

"تم....!" وہ تیزی سے اٹھا۔ لیکن پھر کراہ کر رہ گیا۔ وہ جو اس کے کراہنے پر تیزی سے اٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر پھیلی شرارت دیکھ کر وہیں رک گئی۔

"میں جا رہی ہوں۔" وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس اٹھاتے ہوئے بولی۔ "بڑی ظالم ہو وہاں روز میں تمہیں یاد کرتا رہا اور تم مجھ سے ملنے نہیں آئیں یہاں بھی اب ایک جھلک دکھا کر بھاگ رہی ہو۔" مصطفیٰ کے شرارت بھرے لہجے پر وہ جھینپ گئی۔

"میں دو دن آئی تھی لیکن سب لوگ میرے بارے میں پوچھتے' تو آپ کیا کہہ کر میرا تعارف کرواتے۔ یہ کہ میں آپ کے گھر پناہ لینے آئی تھی۔ یہ گولی آپ کو میری وجہ سے لگی۔ لوگ پوچھتے کہ میری وجہ سے کیوں آپ نے اپنی زندگی داؤ پر لگائی آپ کیا جواب دیتے؟" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"صرف اس لیے کہ آپ کے دل میں میری بہت خاص جگہ ہے لیکن مصطفیٰ دنیا ان کے رشتوں کو نہیں مانتی۔ وہ اسے غلط سمجھتی ہے۔ آپ سوچتے ہوں گے میں کتنی خود غرض ہوں کہ آپ نے میرے لیے اتنا کچھ کیا اور میں آپ کو دیکھنے بھی نہیں آئی۔ آپ کی سلامتی کے لیے میں نے دن رات دعائیں کی ہیں لیکن مجھے دنیا کی زبانوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔" آخر میں اس کی آواز بھرا گئی۔ طویل خاموشی پر اس نے نظریں اٹھا کر مصطفیٰ کو دیکھا۔ جو بہت گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ تبھی فیضان صاحب اندر داخل ہوئے۔

"ڈیڈ! آپ ماما سے میری اور کائنات کی شادی کی بات خود کریں گے یا میں کروں؟" اس اچانک حملے پر کائنات کے ساتھ وہ بھی سٹپٹا کر رہ گئے۔ انہوں نے کائنات کی طرف ایسے دیکھا جیسے پوچھ رہے ہوں۔ "اسے کیا ہوا ہے۔"

"مصطفیٰ! اتنی جلد بازی میں بات بگڑ سکتی ہے۔" بالآخر انہیں کہنا پڑا۔

"بگڑتی ہے تو بگڑتی رہے مجھے پروا نہیں۔ میں اپنے اور کائنات کے رشتے کو نام دینا چاہتا ہوں۔ جو دنیا کی نظروں میں معتبر ہو۔ کم از کم مجھ سے ملنے کے لیے اسے لوگوں کے فضول سوالوں کا جواب تو نہ دینا پڑے۔" کائنات کے چہرے پر نظر آنے والی اذیت سے اسے بہت تکلیف پہنچی تھی۔

"اچھا بابا ناراض مت ہو۔ بات کرتا ہوں میں نزہت سے۔ چلو اب سوپ پی لو ہر وقت غصہ پی پی کر کیا حال کر لیا ہے اپنا۔" انہوں نے اس کے کمزور چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

"ڈیڈ! وہ باہر اسامہ کی والدہ آئی ہیں۔" معیز کے لہجے میں پریشانی تھی۔ جب کہ کائنات کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ کائنات نے بے اختیار مصطفیٰ کی طرف دیکھا جو بستر سے اٹھ رہا تھا۔ معیز جلدی سے اس کی مدد کے لیے اس کی طرف آیا۔

"آؤ کائنات!" فیضان صاحب کے اشارہ کرنے پر وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی۔

"میں نہیں جاؤں گی انکل۔" خوف نے بری طرح اسے جکڑ لیا۔ تو مصطفیٰ اس کی طرف مڑا۔

"کچھ نہیں ہو گا کائنات! تمہیں مجھ پر یقین ہے نا۔" مصطفیٰ کے سوال پر وہ کچھ دیر برستی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی اور پھر آنسو صاف کر کے خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگی۔

"آپ کا بیٹا خود کو سمجھتا کیا ہے۔ آپ کو اپنے بیٹے کی

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

تکلیف نظر آرہی ہے۔ جب وہ دوسروں کو تکلیف دیتا تھا تب آپ کو احساس نہیں ہوتا تھا۔ دوسروں کی جان کی اس کی نظر میں کوئی اہمیت ہی نہیں۔ میرے بیٹے پر اس نے گولی چلائی۔ خدانہ کرے اسے کچھ ہو جاتا تو۔ وہ تو جیل میں ہی سڑ رہا ہے تو اچھا ہے۔" جب وہ لاؤنج میں پہنچے نزہت بیگم طیش کے عالم میں بانو بیگم پر برس رہی تھیں۔ کائنات نے سامنے بیٹھی بدحال روتی ہوئی بانو بیگم کو دیکھا پہلے جیسی رعونت کا تو اب نام و نشان بھی نہ تھا۔ وہ مصطفیٰ کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھیں۔

"بیٹا! اپنے بیٹے کی طرف سے میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔ بس تم اپنا کیس واپس لے لو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں' اسامہ کو میں یہاں سے لے جاؤں گی۔ ہمیشہ کے لیے۔" وہ جیسے گڑگڑائیں۔

"دیکھیں میرے ساتھ اس نے جو حرکت کی وہ میں معاف کر سکتا ہوں لیکن جس طرح اس نے کائنات کو ڈرا رکھا تھا' اس نے کائنات پر ہاتھ اٹھایا۔ فضول زبان استعمال کی' اس کے لیے آپ کو کائنات سے بات کرنی ہوگی۔ اگر وہ آپ کے بیٹے کو معاف کر دیتی ہے تو میں کیس واپس لینے کے بارے میں سوچ سکتا ہوں۔" مصطفیٰ کے دو ٹوک انداز پر وہ کائنات کی طرف مڑیں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"میں جانتی ہوں ہم نے تمہیں بہت دکھ دیے ہیں۔ میں تمہارے مکان کے لالچ میں اندھی ہو گئی تھی۔ لیکن کائنات! میرا بیٹا اس وقت بہت تکلیف میں ہے۔ وہاں پولیس اسٹیشن میں اسے وہ بہت مارتے ہیں۔ اگر وہ مزید وہیں رہا تو وہ مر جائے گا۔ تم صرف ایک بار اسے معاف کر دو۔ میں اسامہ کی قسم کھاتی ہوں وہ دوبارہ کبھی تمہیں نظر نہیں آئے گا۔ بس تم ان سے کہو اپنا کیس واپس لے لیں۔" اسے ان پر ترس تو بہت آرہا تھا لیکن وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی۔ اس نے سوالیہ نظروں سے مصطفیٰ کو دیکھا تو وہ اس کے قریب آگیا۔

نزہت بیگم نے چونک کر کائنات کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے میں اپنا کیس واپس لے لیتا ہوں' لیکن ایک بات یاد رکھیے گا۔ اگر آپ کا بیٹا مجھے نظر آیا یا اس نے دوبارہ کائنات کو تنگ کرنے کی کوشش کی تو پھر مجھ سے کوئی اچھی امید مت رکھیے گا۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔" وہ جلدی سے بولیں۔ بانو بیگم کے جاتے ہی وہ لوگ خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ جب کہ نزہت بیگم پر سوچ نظروں سے کبھی مصطفیٰ اور کبھی کائنات کو دیکھ رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

جب سے سمیرا کا فون آیا تھا وہ بے چینی سے لان میں ٹہل رہی تھی۔ نظریں بار بار گیٹ پر جاتیں اور ناکام لوٹ آتیں۔ اس نے چلتے چلتے آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھا اور مسکرا کر سر جھکا لیا۔ آج اپنی خوشی شیئر کرنے کے لیے اسے اس چاند کی ضرورت نہیں تھی۔ آج اس کا چاند اس کے پاس تھا۔ گیٹ کھلتے ہی وہ تیزی سے مڑی گاڑی سے نکلتے مصطفیٰ کو دیکھ کر اس کا چہرہ جگمگانے لگا۔ وہ اسے دیکھ چکا تھا اس لیے مسکراتا ہوا سیدھا اس کی طرف آگیا۔

"آج سمیرا کا فون آیا تھا وہ بتا رہی تھی کہ اسامہ کے گھر والے اپنا گھر بیچ کر ہمیشہ کے لیے کہیں چلے گئے۔" اس کے قریب پہنچتے ہی وہ جلدی سے بولی۔ خوشی سے اس کا لہجہ بے قابو ہو رہا تھا۔ "میں آپ کو بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں۔" اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنی خوشی کا اظہار کیسے کرے۔ "یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے اگر آپ نہ ہوتے تو یہ خوشی کبھی بھی مجھے نہ ملتی۔ آپ بہت اچھے ہیں۔" کائنات نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ جو مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اپنی تعریف پر اس کے ہونٹ بھی مسکرانے لگے۔

"اچھا' اس اچھے بندے کی تعریف ہی کرو گی یا اسے کوئی انعام بھی دو گی۔" "جو آپ کہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تو وہ دو قدم چل کر اس کے قریب آگیا۔

یہ خواب ہے خوشبو ہے جھونکا ہے کہ پل ہے
یہ دھند ہے بادل ہے سایہ ہے کہ تم ہو

شعر پڑھتے ہوئے وہ شرارت سے اس کی طرف جھکا تو بے ساختہ پیچھے ہٹی۔

"آپ بہت برے ہیں۔" وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ گھاس کو دیکھنے لگی۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تو کائنات نے ہونٹ بھینچ کر اپنی مسکراہٹ کو روکا۔

"تمہیں اس طرح خوش دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے' میں بتا نہیں سکتا۔ کوشش کروں گا ساری عمر تم ایسے ہی خوش رہو۔" مصطفیٰ کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے اپنی ہتھیلیاں دیکھنے لگی۔

UrduPhoto.com

"میں کافی دیر سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔" خود کو نارمل کرتے ہوئے اس نے دوبارہ مصطفیٰ کو دیکھا۔

"معیز نے فون کر کے مجھے بتایا تھا کہ تم میرا انتظار کر رہی ہو۔" کائنات نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"پھر بھی آپ لیٹ آئے؟"

"انتظار کا اپنا ہی مزہ ہے۔" اس کی بے نیازی پر وہ جل کر رہ گئی۔

"میں چاہ رہا تھا کہ تمہاری تھوڑی پریکٹس ہو جائے شادی کے بعد بھی تو انتظار کرو گی نا۔؟" کائنات نے خفگی سے اسے گھورا اور جانے کو قدم بڑھائے لیکن مصطفیٰ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ اپنے مقابل کھڑا کر لیا۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"قسم سے غصہ کرتی ہوئی بالکل بیوی لگ رہی ہو۔"

"میں آپ کی بیوی نہیں ہوں۔" اب کے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ اسے ٹوکنا پڑا۔

"نہیں ہو تو ہو جاؤ گی۔" "اور اگر میں آپ سے شادی نہ کروں تو؟" کائنات نے شرارت سے اس کی طرف دیکھا۔

"پہلی بات تو یہ کہ تمہاری ہاں یا ناں سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ میں نے سوچ لیا ہے 'میری بیوی تم ہی بنو گی۔ لیکن پھر بھی میں تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔" اس کے انداز پر کائنات کی دھڑکن مدھم ہوئی۔ پتا نہیں اب کیا انکشاف ہونے جا رہا تھا۔

"مجھے غصہ بہت آتا ہے۔" مصطفیٰ کی بات پر اس کی ہنسی چھوٹ گئی جس پر اسے گھوری سے نوازا گیا۔

"ہنس کیوں رہی ہو؟"

"آپ یہ بات ایسے بتا رہے ہیں جیسے مجھے پتا ہی نہیں۔ آپ نہ بھی بتاتے تو بھی مجھے پتا تھا۔" وہ شرارت سے مسکرا رہی تھی۔

"ایک بات پوچھوں؟" اچانک وہ سنجیدہ ہو گئی۔ "آپ مجھ پر بھی غصہ کریں گے؟" اس کے سوال پر وہ بے ساختہ مسکرایا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں تم پر غصہ کر سکتا ہوں۔" اس کے پوچھنے پر اس نے یقین سے نفی میں سر ہلایا۔

"لیکن پھر بھی آپ مجھ پر کبھی غصہ مت کیا کریں جب آپ کو غصہ آتا ہے تو مجھے آپ سے بہت خوف محسوس ہوتا ہے۔" اس کے چہرے پر چھائی سراسیمگی دیکھ کر مصطفیٰ نے گہرا سانس لیا۔

"تمہارے لیے کوشش کروں گا۔ لیکن ایک بات اور بتا دوں اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گی تو مجھ سے ڈانٹ ضرور پڑے گی۔" اس کے وارن کرنے والے انداز پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ڈانٹ چلے گی۔" وہ شرارتی انداز میں بولی تو ایک پل کے لیے اس کے چہرے پہ اترتے رنگوں کو دیکھ کر وہ مبہوت رہ گیا۔

"اور۔" اس کی خاموشی پر کائنات نے پوچھا۔

"اور یہ کہ میں ضدی بھی ہوں۔ بہت شدت پسند ہوں۔ محبت میں 'میں انتہا کی حد تک جانے پر یقین رکھتا ہوں۔ اگر میرے دل کو کچھ اچھا لگ رہا ہے یا برا اس کے کرنے کے لیے میں کسی کی پروا نہیں کرتا ساری باتیں میں نے تم پر کلیئر کر دی ہیں۔ اور میری بہت سی عادتوں سے تم واقف ہو لہٰذا شادی کے بعد میری بے تابیوں پر شکایت مت کرنا۔" اس کا چہرہ تپنے لگا۔ مصطفیٰ کا مطلب ٹھیک ٹھاک طریقے سے اس کی سمجھ میں آ گیا۔ اس نے بے چارگی سے مصطفیٰ کا چہرہ دیکھا۔ جس کی گہری نظریں اسے کنفیوز کر رہی تھیں۔ اس کا چہرہ دیکھ کر وہ ہنس پڑا اور شرارت سے اس کی طرف جھکا۔

"ڈر رہی ہو۔"

"ہاتھ چھوڑیں۔" اس کے حلق سے بمشکل آواز نکلی۔

"نہ چھوڑوں تو؟" اس نے گرفت سخت کر لی تو وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں روہانسی ہو گئی۔

"میں آنٹی کو بتاتی ہوں۔" وہ جانتی تھی کہ وہ نزہت سے جھجکتا ہے۔ اس کے منہ بسور کر دھمکانے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

✡ ✡ ✡

"آنٹی آپ؟" نزہت بیگم کو اپنے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر وہ بے ساختہ خوش ہو گئی۔ انہوں نے ایک نظر اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر دروازہ بند کر دیا۔

"کل مصطفیٰ آیا تھا میرے پاس' جانتی ہو کیوں؟" ان کے سوال پر اس کی نظریں جھک گئیں۔ لیکن اس کا گلابی رنگ ان کے سوال کا جواب دے گیا۔

"تم نے ایسا سوچا بھی کیسے 'کم از کم ایسی کوئی خواہش کرنے سے پہلے اپنی اوقات تو یاد کر لیتیں۔" اس نے

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

حیرت سے ان کے لال بھبھوکا چہرے کو دیکھا۔ ”غلطی میری ہی ہے جو میں نے تمہیں اس گھر میں رہنے دیا۔ مجھے تو تمہیں اسی دن نکال دینا چاہیے تھا جس دن فیضان تمہیں اس گھر میں لے کر آئے تھے۔ نہ تم آتیں نہ میرا بیٹا میرے سامنے کھڑا ہو کر تمہارا نام لیتا۔“ اس کی بے یقین نظریں ان کی آنکھوں سے ٹکرائیں جن سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔ ”مجھے تب ہی سمجھ جانا چاہیے تھا تم جیسی لوئر مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کا تو کام ہی یہ ہوتا ہے۔ اگر شکل اچھی ہے تو اس کا بھرپور فائدہ اٹھاؤ۔ جہاں کوئی امیر لڑکا ملا اسے اپنی اداؤں میں پھنسا لو‘ تم نے بھی اپنی اس بھولی شکل کے پیچھے اپنی مکار سوچ کو چھپایا ہوا تھا۔“ انہوں نے ہاتھ سے اس کے چہرے کی طرف اشارہ کیا تو اس کی آنکھیں پانیوں سے بھرنے لگیں۔ ”ہاہ! تمہارا فیملی بیک گراؤنڈ بھی تو میں جانتی تھی۔ چہ چہ۔“ وہ اس کے گرد گھومتی ہوئی استہزائیہ انداز میں مسکرائیں۔ ”تمہاری ماں بھی تو دولت کے لیے تمہارے باپ کو چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔

”آنٹی!“ وہ چیخ پڑی اسے لگا کسی نے اس کے منہ پر تیزاب پھینک دیا۔

”چلاؤ مت‘ پہلے وہ کیا نام تھا اس لڑکے کا۔ ہاں اسامہ‘ اس کو اپنے پیچھے لگایا۔ ایسے ہی تو کوئی اتنا پیچھے نہیں پڑ جاتا۔ پھر تم نے ایک ہی دن میں انیق کو پھانس لیا۔ لیکن اس کی خوش قسمتی کہ وہ بچ گیا۔ پھر تم نے مصطفیٰ کو اپنی طرف راغب کر لیا۔ میری تو آج تک سمجھ میں نہیں آیا کہ مصطفیٰ نے تم میں کیا دیکھا۔ کب تم نے اپنا جال بچھایا۔ تمہاری پلاننگ کی داد دیتی ہوں۔ پتا نہیں اس اسامہ کو کیا سبز باغ دکھائے ہوں گے جو وہ اتنا خوار ہوا تھا۔ اب تم مصطفیٰ کو چھین کر میرا بھی وہی حشر کرنا چاہتی ہو جو تم نے اس عورت کا کر چھوڑا ہے۔“ انہوں نے اسامہ کی ماں کا حوالہ دیا۔ ان کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ اسے اپنے وجود پر کوڑے کی طرح پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ ایک دم دونوں

ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

”بند کرو یہ ڈرامہ‘ اسی طرح کے ڈرامے کر کے تم نے مصطفیٰ کو متاثر کیا ہو گا۔ لیکن میں تمہارے ان مگرمچھ کے آنسوؤں سے متاثر نہیں ہو سکتی۔ میں تمہاری خواہش ہرگز پوری نہیں ہونے دوں گی۔ تمہاری وجہ سے میرے بیٹے کو گولی لگی۔ تمہاری وجہ سے وہ لڑکا جیل میں زندگی اور موت سے لڑتا رہا۔ تمہاری وجہ سے تمہارا باپ مر گیا۔ تمہاری ماں...... خود تمہاری ماں نے تمہیں اپنانے سے انکار کر دیا۔ تم سمجھتی ہو میں تمہاری جیسی منحوس لڑکی کو اپنے گھر میں رکھوں گی۔ میں تمہاری نحوست کا سایہ اپنے بچوں پر کبھی نہیں پڑنے دوں گی۔“ ان کے لہجے میں اس کے لیے اتنی حقارت تھی کہ وہ بے دم ہو کر زمین پر بیٹھ گئی۔

”مصطفیٰ میرا ہے‘ اسے مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ کوئی نہیں۔“ وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ہذیانی انداز میں اسے جھنجھوڑنے لگیں تو درد کے مارے اس کے منہ سے سسکی نکلی۔

”آنٹی! مصطفیٰ آپ کے ہی ہیں۔ میں کسی کو چھیننا نہیں چاہتی۔ میں صرف تحفظ چاہتی ہوں‘ میں نے اپنے باپ کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں دیکھا۔ میں تو آپ سب لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔“

”بس....“ انہوں نے اچانک ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ ”تم جھوٹ بولتی ہو۔ میں جانتی ہوں تمہیں مصطفیٰ سے نہیں اس کی دولت سے پیار ہے۔ مصطفیٰ سے شادی ہوتے ہی تم اسے لے کر چلی جاؤ گی‘ پر میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی۔ میں تم سے کوئی درخواست یا التجا نہیں کروں گی۔ اور نہ ہی مجھے تمہارا کوئی ڈر ہے۔ پھر بھی اتنا کہوں گی اگر تم میں ذرا سی بھی غیرت ہے تو مصطفیٰ کا پیچھا چھوڑ دو کیونکہ میں تمہیں کبھی اپنی بہو کی حیثیت سے تسلیم نہیں کروں گی۔ امپاسبل۔“ وہ نخوت سے بولیں۔ ”اگر تم مصطفیٰ کی وجہ سے کسی غلط فہمی کا شکار ہو تو اسے بھی دور کر لو۔ تم اس کی ہمدردی کو محبت کا رنگ دے کر بہت بڑی غلطی کر رہی ہو۔ اس کا یہ بھوت میں اتار دوں گی۔ اور اگر تمہیں وہ احسان یاد ہے جو ہم نے تمہیں یہاں رکھ کر کیا ہے تو تم ہمارے گھر کی فضا کو مزید خراب نہیں کرو گی۔“ وہ اسے تنبیہہ کرتے ہوئے واپس مڑ گئیں۔ جب کہ وہ برستی آنکھوں سے بند دروازے کو دیکھنے لگی۔ ابھی تو اس نے ہواؤں میں اڑنا سیکھا تھا۔ ابھی تو اس کی آنکھوں نے محض خواب ہی سجائے تھے۔ لیکن خواب سجاتے وقت وہ یہ کیوں بھول گئی کہ اس کے پاس تو یہ حق ہی نہیں۔ لیکن

UrduPhoto.co
UrduPhoto.co
UrduPhoto.co

اسے یہ حق مصطفیٰ نے دیا تھا۔ اسے مصطفیٰ کی محبت پر خود
سے زیادہ یقین تھا۔ اس نے روتے ہوئے اپنا سر گھٹنوں پر
رکھ دیا۔
"چلونا کائنات! باہر سب تمہیں بلا رہے ہیں۔" زینب
نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانا چاہا تو اس نے ہاتھ کھینچ
لیا۔
"زینب! پلیز میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ قدرے
خشک لہجے میں بولی تو زینب کندھے اچکا کر باہر نکل گئی۔ صبح
سے اس نے خود کو کمرے میں قید کر رکھا تھا۔ وہ اب مصطفیٰ
کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ تب ہی دوبارہ دروازہ کھلنے پر
اس نے گہرا سانس لیا۔ یقیناً معیز یا زینب میں سے کوئی
پھر اسے بلانے آگیا ہوگا۔ اس نے غصے سے دروازے کی
طرف دیکھا۔ اگلے ہی پل مصطفیٰ کو دیکھ کر وہ جھٹکے سے
اٹھی۔
"کیا بات ہے، طبیعت زیادہ خراب ہے؟" وہ دروازے
کے قریب کھڑا اسے دیکھنے لگا۔
"میں ٹھیک ہوں۔" خود کو نارمل ظاہر کرنے کے لیے وہ
سر جھکا کر ناخنوں سے کھیلنے لگی تو وہ مسکرا کر اس کے قریب
آگیا۔ کائنات کی دھڑکن میں ارتعاش برپا ہوا لیکن اس نے
سختی سے خود کو کمزور پڑنے سے روکا۔
"کل میں نے ماما سے تمہاری اور اپنی شادی کی بات کی
تھی، اور حیرت انگیز طور پر انہوں نے غصے کا اظہار نہیں
کیا۔ ابھی انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن مجھے یقین
ہے وہ مان جائیں گی۔"
"اگر وہ نہ مانیں تو...." کائنات کے سوال پر مسکرانے
لگا۔
"ایسا نہیں ہوگا۔ ماما مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں اور
انہیں اندازہ ہو چکا ہے کہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔
اور ماما میری خوشی میں خوش ہوں گی۔" اس کے لہجے میں
اپنی ماں کے لیے مان تھا۔ کائنات نے آنسوؤں کو اپنے دل
میں اتار لیا۔
"لیکن اگر وہ بھی نہ مانیں تو؟" اس کے دوبارہ سوال
پر مصطفیٰ کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ آنکھوں میں الجھن
تیرنے لگی۔
"اگر ماما نہ مانیں تو بھی میں تم سے شادی کروں گا۔"

وہ دو ٹوک لہجے میں بولا تو کائنات کے لیے خود کو
نارمل رکھنا مشکل ہو گیا۔ اس نے اپنا رخ موڑ لیا۔
"پر میں آنٹی اور گھر والوں کی رضامندی کے بغیر شادی
نہیں کرنا چاہتی۔ مجھے آپ کے ساتھ کے علاوہ آپ سے
جڑا ہر رشتہ چاہیے، گھر چاہیے اور اس کا سکون چاہیے۔
"
"میں تمہیں ہر رشتہ دوں گا۔ کائنات! تم مجھ پر یقین
رکھو۔" مصطفیٰ نے رسانیت سے اسے سمجھایا۔
"آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔
میرے اور آپ کے اسٹیٹس میں بہت فرق ہے۔ میں آپ
کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہیں چل سکتی۔ ہو سکتا ہے
میری وجہ سے آپ کو شرمندگی ہو۔ کیا حیثیت ہے
میری۔" وہ اس کی طرف سے رخ موڑے بولتی جا رہی
تھی۔
مصطفیٰ کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہونے لگیں وہ پرسوچ
نظروں سے اس کی پشت دیکھنے لگا۔
"ان سب فضول باتوں کو میں کیا سمجھوں۔؟"
"اب میری باتیں بھی آپ کو فضول لگ رہی ہیں۔" وہ
اس کی طرف رخ موڑ کر مسکرائی جس کی آنکھوں میں اب
الجھن کے بجائے غصہ ہلکورے لے رہا تھا۔ کائنات کی دل
کی دھڑکن یکلخت تیز ہوئی۔
"تمہارے کہنے کا مطلب ہے تم مجھ سے شادی نہیں
کرنا چاہتیں؟" مصطفیٰ اس کے قریب آگیا تو اس نے
سر جھکا لیا۔ اس کی خاموشی پر ایک پل کے لیے وہ حیران رہ
گیا۔ اور اگلے ہی پل طیش کے مارے اس کی مٹھیاں بھینچ
گئیں۔ کائنات کو اپنی ٹانگیں کانپتی محسوس ہوئیں تو وہ
تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ لیکن اس سے پہلے
اس کا ہاتھ مصطفیٰ کے ہاتھ میں آچکا تھا۔
"تمہیں میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہاری ہاں یا ناں
سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمہاری شادی مجھ سے ہی
ہوگی۔ اس کے ہاتھ پر مصطفیٰ کی گرفت اتنی سخت تھی کہ
درد کے مارے اس کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔
"ہاتھ چھوڑیں میرا۔ آپ ہوتے کون ہیں میرا ہاتھ
پکڑنے والے۔" اس نے غصے سے اپنا ہاتھ کھینچا۔
"بات کس طرح کر رہی ہو تم۔" مصطفیٰ کا غصے سے برا

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

حال ہو رہا تھا اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کا اس کا ہاتھ اٹھ چکا ہوتا۔

"میری مرضی میں جو چاہے کروں، من مانی کرنے کا حق صرف آپ کو ہے۔" اس نے بدتمیزی کے ساتھ جواب دے کر پھر اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔

"کائنات!" مصطفیٰ نے لال بھبھوکا چہرے کے ساتھ اسے جھٹکا دیا۔

"سوری کائنات! میں کیا کروں، مجھ سے تمہارا یہ رویہ برداشت نہیں ہوا۔ پلیز آئندہ ایسا مت کرنا۔ میں کبھی تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نہیں جانتا کیا بات تمہیں پریشان کر رہی ہے۔ لیکن اتنا سمجھ گیا ہوں تم پریشان ہو۔ یہ جو اسٹیٹس اور لوگ کیا کہیں گے، جیسی فضول باتیں دماغ میں گھسا لی ہیں، انہیں اپنے ذہن سے نکال دو۔ مصطفیٰ اپنی ذات سے جڑے ہر رشتے کی عزت کروانا جانتا ہے۔ مجھے دنیا کی نہیں تمہاری پروا ہے۔ اس لیے ہمارا نکاح کل ہوگا۔ چاہے کوئی رضامند ہو یا نہیں۔" کائنات غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ واقعی محبت تو وہ اس سے کرتا تھا کہ اس کی پریشانی اسے محسوس ہو گئی تھی۔ وہ اتنی غور سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے اس کا ایک ایک نقش دل میں اتار رہی ہو۔

"کیا بات ہے؟" اس کی اتنی محویت پر وہ زیر لب مسکرایا۔ "پتا ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہارا قرب مجھے پاگل کر رہا تھا لیکن تمہاری خاطر میں نے خود کو روک لیا۔ لیکن اب تمہاری نظریں کچھ اور ہی پیغام دے رہی ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس کے قریب ہوا تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی۔ اس کے چہرے پر چھائی گھبراہٹ دیکھ کر وہ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔ کچھ دیر وہ ایسے ہی کھڑی رہی لیکن آنکھیں کھولتے ہی اسے جھٹکا لگا۔ نزہت دروازے کے درمیان کھڑی سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

سمیرا کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے بے چینی سے اسے دیکھا اور اس کی ملامت کرتی نظریں دیکھ کر اس نے نظریں جھکالیں۔

"کائنات! یہ سب کب تک چلتا رہے گا تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟"

"میں نے کیا کیا ہے؟" اس نے نظریں جھکائے ہوئے پوچھا۔

"کیا کیا ہے؟" سمیرا نے حیرت سے اس کے الفاظ دہرائے۔ "ابھی کوئی کسر رہ گئی ہے۔ پچھلے دو ہفتوں سے کم از کم پچاس چکر لگا چکے ہیں وہ لوگ۔ تمہاری وجہ سے وہ اتنے پریشان ہیں تم انہیں بتاتی کیوں نہیں کہ تم یہاں ہو۔" سمیرا اس کے سامنے بیٹھ گی۔

"اگر انہیں پتا چل گیا کہ میں یہاں ہوں تو وہ مجھے یہاں سے لے جائیں گے اور میں وہاں جانا نہیں چاہتی۔"

"یہی تو میں تم سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیوں؟ وہ شخص جس کے نام سے تمہاری آنکھیں چمکنے لگتی ہیں۔ کبھی تم اس کا حال دیکھو تمہاری وجہ سے وہ کیسا ہو گیا ہے۔ ہر بار وہ اتنی آس سے تمہارا پوچھتا ہے کہ جھوٹ بولتے ہوئے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" کائنات کی آنکھوں سے نکلتے آنسو دیکھ کر اس نے تاسف سے سر ہلایا۔

"کائنات! تم ایسا کیوں کر رہی ہو میں سمجھ نہیں سکی۔ ایک شخص تم سے اتنی محبت کرتا ہے تمہاری خاطر سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہے۔ تم صرف اس کی ماں کے کہنے پر اسے چھوڑ آئی ہو۔ اس طرح کے پاگل پن کی امید صرف تم سے ہی کی جا سکتی ہے۔ اگر تمہاری جگہ میں ہوتی تو یہ گولڈن چانس کبھی مس نہ کرتی۔ اگر ایک شخص میرے لیے اپنا سب کچھ چھوڑ سکتا ہے تو میں صرف اسی کی پروا کروں گی۔ اور پھر وہ مجھے محبت کے ساتھ زندگی کی ہر خوشی بھی دے سکتا ہے۔ لیکن افسوس....." سمیرا نے اسے دیکھ کر دکھ سے سر ہلایا۔ "کیا تمہیں اس سے محبت نہیں تھی؟"

"میں نے ساری زندگی میں اگر کسی کو چاہا ہے تو وہ مصطفیٰ ہیں۔" سمیرا کے سوال پر وہ تڑپ کر بولی۔

"تو پھر کیا تمہیں اس پر بھروسہ نہیں ہے۔؟"

"مجھے مصطفیٰ پر خود سے زیادہ بھروسہ ہے۔"

"تو...؟" سمیرا نے اتنی حیرت سے اسے دیکھا کہ وہ شرمندہ ہو گئی۔

"سمیرا مجھے بددعا سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ایسی شادی کبھی کامیاب نہیں ہوتی جس میں ماں کی دعائیں شامل نہ ہوں۔ بھائیوں اور باپ کا ساتھ نہ ہو۔ انکل معیز، شہروز

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

سب خوش تھے۔ لیکن آنٹی.... میں اپنی نئی زندگی ماں کی بددعاؤں سے نہیں کرنا چاہتی۔ اگر میں مصطفیٰ سے گھر والوں کی موجودگی کے بغیر نکاح کر لیتی تو ہمارے جیسی لڑکیاں جو حالات کا شکار ہو کر کسی کے گھر پناہ لیتی ہیں۔ ان پر گھر کے بیٹوں کو پھانسنے کا الزام ہمیشہ کے لیے مستند ہو جاتا۔ آنٹی سمجھتی ہیں مجھے دولت کا لالچ ہے۔ میں انہیں کیسے بتاؤں کہ مجھے مصطفیٰ کی دولت سے نہیں ان سے محبت ہے۔ اس نے ایک گہرا سانس بھر کر سمیرا کو دیکھا۔ "آنٹی صحیح کہتی ہیں میں منحوس ہوں جو بھی مجھے پیار کرتا ہے یا جس سے میں پیار کرتی ہوں وہ مجھے چھوڑ جاتا ہے۔ واقعی میں نے ہر پیار کرنے والے رشتے کو کھویا ہے۔ پر میں مصطفیٰ کو نہیں کھونا چاہتی۔ مصطفیٰ کا ساتھ نہ پانے کا غم ساری عمر رہے گا لیکن یہ خوشی بھی ہو گی کہ وہ جہاں ہے صحیح سلامت ہے۔ کہیں کوئی شخص ایسا ہے جس کا دل صرف میرے لیے دھڑکتا ہے۔" سمیرا اسے دیکھ کر رہ گئی۔

✡ ✡ ✡

"تم اب تک سوئیں نہیں۔؟" فیضان صاحب نے ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوتی نزہت بیگم کو حیرت سے دیکھا۔

"آپ بھی تو جاگ رہے ہیں۔" وہ جمائی روکتے ہوئے ان کے قریب بیٹھ گئیں۔

"مصطفیٰ کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"آجائے گا، بچہ نہیں ہے۔" ان کے لاپروائی سے کہنے پر ان کی نظریں بے اختیار گھڑی کی طرف اٹھیں۔ رات کا ایک بج رہا تھا۔

"پہلے جب اسے نو سے زیادہ وقت ہو جاتا تو تم بار بار اس کے موبائل پر فون کرتی تھیں اور آج اتنی دیر ہونے پر بھی تمہیں اس کی کوئی پروا نہیں؟"

"آپ کو پتہ ہے وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے، مجھے تنگ کرنے کے لیے۔" انہوں نے نظریں سامنے دیوار پر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"اسے ایسا کرنے پر تم نے مجبور کیا ہے، لیکن تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں وہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کر رہا بلکہ اس مجبور اور بے بس لڑکی کو تم نے گھر سے نکالا ہے اسے ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔"

"میں نے اسے نہیں نکالا، پتا نہیں وہ خود کہاں چلی گئی ہے۔" نزہت نے ان سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"کیسی ماں ہو تم نزہت! اپنے بچوں کا دکھ اور خوشی تمہیں محسوس نہیں ہوتی۔ تم ہر لڑکی کو اپنی بھابھی کی جگہ کیوں رکھ کر دیکھتی ہو۔ زندگی تو بچوں نے گزارنی ہے۔ اگر وہ اپنی پسند سے شادی کرتے ہیں تو ہمیں ان کی خوشی میں خوش ہونا چاہیے۔"

"یہ آپ کا نظریہ ہے، میں اس سے اتفاق نہیں کرتی۔ میرے بچے میری ہر بات مانتے ہیں۔ میں جانتی ہوں ان کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ اور پھر مصطفیٰ نے سبین کو بھی تو پسند کیا تھا۔ کیا ہوا۔ کچھ دن کے بعد وہ نارمل ہو گیا تھا۔ اسی طرح اب بھی کچھ دن ناراض رہے گا پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔" ان کے نارمل انداز پر فیضان صاحب نے تاسف سے انہیں دیکھا۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

"غلط فہمی ہے تمہاری نزہت بیگم! بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ سبین، مصطفیٰ کو صرف پسند تھی جب کہ کائنات، مصطفیٰ کی محبت ہے۔ مصطفیٰ سے شدید محبت کی دعوے دار تم ہو لیکن میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ مجھ سے پوچھو کائنات اس کے لیے کیا ہے۔ اپنے خود ساختہ نظریے میں تم اتنی اندھی ہو چکی ہو کہ تمہیں اپنے بیٹے کی حالت نظر نہیں آتی۔ پچھلے بیس دنوں سے دن رات وہ پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا ہے۔ کیوں تمہیں دیکھتے ہی وہ نظریں پھیر لیتا ہے۔ کیوں وہ اتنا ٹوٹا ہوا، زندگی سے ناراض لگنے لگا ہے۔ اس لیے کہ تم نے اس کے یقین کو توڑا ہے جو اسے تم پر تھا۔ تم نے اس کی محبت کو اس سے جدا کر دیا۔"

"فیضان! یہ محبت وحبت سب کتابی باتیں ہیں۔ آج کل کوئی کسی سے محبت نہیں کرتا۔" ان کے اتنا سمجھانے پر بھی جب وہ بے نیازی سے بولیں تو وہ کھول کر رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ انہیں کوئی سخت جواب دیتے گاڑی کے ہارن پر وہ دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ اندر داخل ہوا اور ان دونوں پر نظر ڈالے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ کاریڈور سے گزرتے ہوئے اس نے معیز اور شہروز کو اپنے اپنے کمروں کے دروازوں پر کھڑے دیکھا، لیکن وہ انہیں نظر انداز کرتا ہوا اپنے کمرے میں آگیا۔ اپنے ماتھے پر کسی ہاتھ کا لمس محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ فیضان صاحب کو اپنے قریب بیٹھے دیکھ کر وہ بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"کچھ پتا چلا؟" انہوں نے بغور اس کا اُترا ہوا چہرہ دیکھا۔ اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پتا چل جائے گا بیٹا! تم پریشان مت ہو۔"

"کیسے نہ ہوں ڈیڈ!" وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

"وہ کہاں گئی ہوگی۔ اس کا کوئی رشتہ دار بھی تو نہیں اور نہ ہی وہ اتنی بہادر ہے کہ اکیلی نکل جائے۔ اگر اس کو کچھ ہوگیا تو میں کیا کروں گا۔" مصطفیٰ نے لب بھینچ لیے۔ فیضان صاحب نے اٹھ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔ تو وہ انہیں دیکھنے لگا۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں کی سطح نم ہونے لگی۔

"اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا ڈیڈ! اسے میرے پیار میں کیا کمی نظر آئی تھی جو وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ میں نے اسے کہا تھا کہ میں اسے ہر رشتہ دوں گا پھر بھی اس نے میری بات پر یقین نہیں کیا۔ اس دن وہ بہت اپ سیٹ تھی۔ مجھے پتا تھا۔ لیکن وہ اتنا بڑا قدم اٹھائے گی یہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"ہم اسے ڈھونڈ رہے ہیں مصطفیٰ! وہ مل جائے گی۔ وہ جہاں ہوگی مجھے یقین ہے ٹھیک ہوگی۔" فیضان صاحب نے اس تسلی دی۔

"اور اگر وہ نہ ملی تو....؟" اس کے لہجے میں ہزار اندیشے بولنے لگے تو فیضان صاحب نے سر جھکا لیا۔ دروازہ کھلنے پر مصطفیٰ نے نظریں اٹھا کر دیکھا اگلے ہی پل وہ اپنا رخ موڑ گیا۔ فیضان صاحب نے دروازے کی طرف دیکھا۔ جہاں نزہت کے ساتھ شہروز اور معیز بھی کھڑے تھے۔

"بس کرو مصطفیٰ! بہت ہوگیا اب' تمہاری وجہ سے ہماری ساری نارمل لائف ڈسٹرب ہو رہی ہے۔" اس کا نظریں پھیرنا انہیں سخت برا لگا تھا۔

"آپ چاہتی ہیں میں بھی گھر چھوڑ کر چلا جاؤں تو چلا جاتا ہوں۔" اچانک وہ سپاٹ لہجے میں کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تو وہ بوکھلا گئیں۔ فیضان صاحب نے تیزی سے اس کا بازو تھاما۔

"مصطفیٰ! تم ہوش میں تو ہو ایک غیر لڑکی کے لیے تم اپنی ماں سے بدتمیزی کر رہے ہو؟"

"ماما!" وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔ "ماں آپ کی طرح ہوتی ہے۔ صرف ایک خود ساختہ سوچ کی وجہ سے آپ نے میری پوری زندگی کی خوشیاں داؤ پر لگادیں۔ آج تک آپ نے وہی کیا جو آپ کو پسند تھا —— ہر وہ چیز جو مجھے اچھی لگتی وہ آپ ریجیکٹ کر دیتیں۔ محبت کا یہ کون سا انداز ہے۔ شہروز اور معیز کو پھر بھی کچھ پسند کرنے کا موقع ملا لیکن مجھے کبھی نہیں' کیونکہ آپ کو مجھ سے زیادہ پیار تھا۔" اس کی آواز لمحہ بہ لمحہ بلند ہوتی جا رہی تھی۔

"اسکول میں' میں نے فرینڈز بنانے چاہے تو وہ بنے جنہیں آپ نے پسند کیا' میں نے آرمی میں جانا چاہا' آپ نے منع کردیا۔ آج تک وہی ہوا ماما جو آپ نے چاہا۔ کیونکہ آپ کی محبت کی خاطر میں چیزوں سے کمپرومائز کرلیتا تھا۔ لیکن اس بار آپ نے میری محبت کو چھینا ہے ماما۔ اب میں کمپرومائز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ چیزوں اور انسانوں میں فرق ہوتا ہے۔ ساری عمر میری پسند کو اپنی پسند کے مطابق ڈھالتے ڈھالتے آپ نے کبھی سوچا کہ میری بھی کوئی پسند ہو سکتی ہے۔ اتنا تو شاید سوتیلی ماں بھی حق دیتی ہے۔" وہ مسکراتا ہوا فیضان صاحب کی طرف مڑا تو انہوں نے ساکت کھڑی نزہت کو دیکھا جن کا چہرہ بالکل سفید پڑ چکا تھا۔

"آپ نے سوچا جس طرح آپ کی بھابھی آپ کے بھائی کو چھین کرلے گئیں اسی طرح اگر میں کسی لڑکی سے پسند کی شادی کروں گا تو وہ بھی مجھے آپ سے چھین کرلے جائے گی۔ غلط سوچا تھا آپ نے' میں آپ کے بھائی کی طرح کمزور نہیں تھا۔ انسان کے دل میں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ اس میں ہزار رشتوں کی جگہ نکل آئے۔ ہر رشتے کا اپنا ایک مقام ہوتا ہے۔ آپ میری ماما ہیں آپ کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ اور آپ... آپ نے ہمیشہ اپنی محبت کو خود محسوس کیا۔ میرے تک تو وہ احساس پہنچا ہی نہیں۔ ڈیڈ کو دیکھ رہی ہیں آپ! انہوں نے کبھی آپ کی طرح محبت کا دعوا نہیں کیا۔ لیکن وہ شاید آپ سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں صرف مجھ سے نہیں شہروز اور معیز سے بھی۔ آپ سے بے پناہ محبت ہونے کے باوجود بھی ہم تینوں بھائی اپنے دل کی بات ہمیشہ ڈیڈ سے کرتے ہیں۔ کیوں' کبھی سوچا آپ نے؟ اس لیے کہ آپ کی محبت میں اتنی گنجائش ہی نہیں۔ لیکن آپ نے کبھی نہیں سوچا ہوگا۔" وہ تھکے تھکے انداز میں بول رہا تھا۔ اچانک وہ ان کے مقابل آکر کھڑا ہوگیا۔

"میں جانتا ہوں کائنات اس گھر سے کیوں گئی ہوگی۔ یقیناً" آپ نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا ہوگا جو آپ

UrduPhoto.com

نے بین کے ساتھ کیا تھا۔ کائنات کے کردار پر چھینٹے
اڑائے ہوں گے۔ لیکن ماما کسی کی انسلٹ کرنے سے پہلے
سوچ لیتے ہیں۔ اس شخص کی کوئی عزت نفس بھی ہوتی
ہے۔ بین کی آپ نے انسلٹ کی۔ تو اس کے ماں باپ
نے اسے سنبھال لیا۔ لیکن کائنات کو اس گھر سے نکالنے
سے پہلے آپ نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ وہ کہاں جائے
گی۔ وہ اکیلی لڑکی جس کا کوئی نہیں۔ ڈیڈ اسے اپنی ذمہ داری
پر لائے تھے۔ آپ کم از کم ان کی عزت رکھ لیتیں۔ آپ کو
ماما خدا سے خوف نہیں آتا؟" اس کی آنکھیں نم ہو گئیں
تو نزہت کے بند ہونٹوں میں جنبش پیدا ہوئی۔

"مصطفیٰ!" اچانک ان کے منہ سے سرگوشی کے سے
انداز میں نکلا۔ لیکن تب تک وہ دروازہ کھول کر باہر نکل چکا
تھا۔

"شہروز! اس کے پیچھے جاؤ۔" اس کے جارحانہ انداز
میں باہر نکلنے پر سب سے پہلے فیضان صاحب ہوش میں
آئے۔ شہروز بھی اس کے انداز پر گھبرا کر اس کے پیچھے
لپکا۔

"فیضان! میں نے کیا غلط کیا' میں کیا اس کی دشمن
ہوں۔ اتنا زہر تھا اس کے دل میں میرے لیے۔ وہ مجھے اپنی
خوشیوں کا دشمن کہہ رہا تھا۔" نزہت کا سکتہ ٹوٹا تو وہ پھوٹ
پھوٹ کر رونے لگیں۔ "کائنات کو اس سے نہیں اس کی
دولت سے....."

"بس.....!" فیضان صاحب نے ان کی بات پوری
ہونے سے پہلے انہیں روک دیا۔

"بس کرو نزہت! اگر وہ لڑکی دولت کی لالچی ہوتی تو
...تمہارے کہنے پر وہ مصطفیٰ کو چھوڑ کر نہ جاتی بلکہ
...کو لے کر چلی جاتی۔ اور مصطفیٰ کی باتیں سن کر
...انداز نہیں ہوا۔ گھر چھوڑنا تو بڑی معمولی بات ہے'
کائنات اسے جان دینے کو کہتی تو شاید تمہارا بیٹا وہ بھی
کرتا۔" تو وہ چپ چاپ وہیں بیٹھ گئیں۔ کمرے کی
...فضا میں موبائل کی بپ بری طرح محسوس ہوئی۔
...نے ہڑبڑا کر جینز کی جیب سے موبائل نکالا۔ دوسری
...سے پتا نہیں اس نے کیا سنا تھا کہ اس کا رنگ تیزی
سے زرد ہوا۔ فیضان صاحب تیزی سے اس کی طرف
...

"کس کا فون تھا؟" انجانے اندیشے سر اٹھانے لگے۔

"ڈیڈ! مصطفیٰ بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ شہروز
بھائی انہیں ہاسپٹل لے کر جا رہے ہیں۔" معیز کہتے
ہوئے تیزی سے باہر نکلا تھا' فیضان صاحب بھی اس کے
پیچھے بھاگے۔ جب کہ نزہت کو اپنی دھڑکنیں رکتی ہوئی
محسوس ہوئیں۔

پچھلے دو گھنٹوں سے وہ مسلسل جائے نماز پر بیٹھی اس کی
زندگی کے لیے دعائیں کر رہی تھیں۔ ان دو گھنٹوں میں
انہیں اپنی محبت کے نام پر کی گئی ایک ایک زیادتی بری طرح
محسوس ہو رہی تھی۔ مصطفیٰ کا کہا ہوا ایک ایک لفظ ان کے
کانوں میں گونج رہا تھا۔ انہوں نے آنسو صاف کرتے
ہوئے جائے نماز سمیٹی اور ایک نظر کاریڈور میں ڈالی' جہاں
وہ تینوں بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔ وہ آہستگی سے چلتی
ہوئی ان کے قریب آگئیں۔ ان تینوں نے ایک نظر انہیں
دیکھ کر نظریں پھیر لیں لیکن وہ ان کی نظروں میں چھپی
ملامت پڑھ چکی تھیں۔

"یاور! مصطفیٰ کیسا ہے؟" اپنے فیملی ڈاکٹر کو دیکھ کر
فیضان صاحب تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔

"فیضان! میں پہلے ہی بتا چکا ہوں' پریشانی والی کوئی بات
نہیں۔ مصطفیٰ اب ٹھیک ہے۔ صرف بے ہوش ہے۔ دو
تین گھنٹوں میں وہ ہوش میں آجائے گا۔" انہوں نے پیشہ
ورانہ مسکراہٹ کے ساتھ ان سب کو مطمئن کرنا چاہا۔
"ہاں بے ہوشی میں وہ کوئی نام لے رہا تھا۔ انہوں نے
یادداشت پر زور دیا۔ "کائنات! غالباً کچھ ایسا ہی کہہ رہا
تھا۔" ڈاکٹر یاور کے کہنے پر نزہت نے ایک گہرا سانس لیا۔
اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہاسپٹل سے باہر آگئیں۔
رات بیت چکی تھی اور سورج کی روشنی نے کئی باتیں ان پر
واضح کر دی تھیں اور یاور صاحب کے منہ سے نکلنے والے
الفاظ نے جیسے ہر کشمکش کو ختم کر دیا۔

سڑک پر گزرتی اکا دکا گاڑیوں میں سے اپنے قریب آتی
ٹیکسی کو دیکھ کر انہوں نے آواز دی۔ وہ جانتی تھیں ان کی
روٹھی ہوئی خوشیاں کہاں ہیں۔ دستک پر وہ تینوں ہڑبڑا کر
اٹھیں۔

"آپ....؟" آنے والی ہستی کو زینت بیگم نے حیرت
سے دیکھا' جب کہ دروازے میں کھڑی نزہت بیگم کو دیکھ کر
کائنات نے بے ساختہ سہارے کے لیے ثمیرا کا ہاتھ تھاما۔

"اچھا تو کل کی پارٹی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔" فیضان

UrduPhoto.com

صاحب نے ڈھیروں شاپرز تھامے زینب اور شہروز کو دیکھا۔ "پتا نہیں اس کو شاپنگ کا کیا خبط ہے۔ ڈیڈ ذرا بل تو دیکھیں۔" شہروز نے تپے ہوئے انداز میں بل فیضان صاحب کی طرف بڑھایا۔

"ماما! آپ ہی اسے سمجھائیں، آرمی آفیسر کی سیلری اتنی نہیں ہوتی۔" وہ رو دینے کو تھا۔ نزہت بیگم نے افسوس سے سر ہلایا۔

"شہروز تم اتنے کنجوس کیوں ہو؟" ان کے کہنے پر معیز اور زینب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"ماما! اب بھی کنجوسی؟ سات ڈریسز لے کر آئی ہے۔ اس سے پوچھیے کیا کل اس نے سارے پہننے ہیں۔" "ایسے ہی کل پہننے ہیں کل اپنی ویڈنگ اینورسری پر میں اپنا برائیڈل لہنگا پہنوں گی۔" زینب کے چمک کر بولنے پر اس نے سر تھام لیا۔

"کل صرف ہماری ویڈنگ اینورسری نہیں مصطفیٰ اور کائنات کی بھی ہے۔ اس کو دیکھو ایک بھی ڈریس لیا ہے اس نے؟" وہ لڑاکا عورتوں کی طرح بولا تو وہ بھی فوراً بولی۔

"اسے شاپنگ کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ مصطفیٰ بھائی کل اس کے لیے سات نہیں پورے دس ڈریسز لے کر آئے ہیں۔" زینب کے جتانے پر وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

"اور کائنات کو میری طرح کہنا نہیں پڑتا۔ مصطفیٰ بھائی اس کے دل کی ہر بات سمجھ جاتے ہیں۔" زینب کے کہنے پر شہروز کان کھجانے لگا۔

"بھئی اسے محبت کہتے ہیں۔"

"اور نہیں تو کیا....." فیضان صاحب کے کہنے پر زینب نے بھرپور انداز میں تائید کی تو نزہت بیگم نے بے ساختہ اس کا چہرہ دیکھا جہاں ایک خوبصورت مسکان سجی تھی۔

"بھابھی! مصطفیٰ بھائی کے چھ فون آچکے ہیں لیکن ڈیڈ نے آپ کو بلانے سے منع کر دیا تھا۔" معیز کے بتانے پر کائنات نے بے ساختہ فیضان صاحب کی طرف دیکھا۔

"میں نے ٹھیک کیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہیں ڈانٹ کر گیا ہے، ذرا تم بھی غصہ دکھاؤ۔"

"پر بابا غلطی میری تھی۔" وہ پریشانی سے بولی۔ وہ فیضان صاحب کو اب بابا کہنے لگی تھی۔

"ارے ڈرنے والی کیا بات ہے، میں تمہارے ساتھ ہوں۔" فیضان صاحب نے اسے حوصلہ دیا تو نزہت بیگم نے افسوس سے سر ہلایا۔

"فیضان! آپ پوری بی جمالو والی حرکتیں کرتے ہیں۔ کیوں آپ ان کی ناراضی کو طول دے رہے ہیں۔ اگر مصطفیٰ کو غصہ آ گیا تو پھنس وہ بے چاری جائے گی اور آپ نے بیچ میں سے ہٹ جانا ہے۔" نزہت نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

"ایسے ہی پھنسے گی ذرا تمہارے صاحبزادے کو بھی مزہ آئے۔ کائنات! خبردار جو تم نے اس سے بات کی۔"

"کیوں نہ کرے، اس نے غلط تو نہیں ڈانٹا تھا۔ ڈاکٹر ناہید نے پہلے ہی کہا تھا، کائنات بہت ویک ہے۔ اگر لاپروائی کرے گی تو بچے کی گروتھ میں بھی فرق آئے گا۔ اس نے صرف لاپروائی پر ڈانٹا تھا۔ وہ بھی کائنات کی بہتری کے لیے اسے برا نہیں لگا اور آپ فساد ڈلوانے کھڑے ہو گئے۔"
"یہ میرا اور میری بیٹی کا معاملہ ہے۔" ان کی بے نیازی پر وہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گئیں۔ اور اپنی نظریں کائنات پر جمادیں۔ جو زینب کی شاپنگ دیکھ رہی تھی۔ ایک سال کتنی جلدی بیت گیا تھا۔

اس دن جب وہ اسے لینے سمیرا کے گھر گئیں تو انہوں نے کائنات سے معافی مانگنے کے لیے خود کو پوری طرح تیار کر لیا تھا۔ انہیں اندازہ تھا کہ انہوں نے اسے جتنی تکلیف پہنچائی ہے، وہ انہیں معاف نہیں کرے گی۔ لیکن اس وقت وہ حیران رہ گئیں جب اس نے انہیں معافی مانگنے کا موقع دیے بغیر معاف کر دیا۔ انہوں نے مصطفیٰ کی خوشی کے لیے اسے اپنا لیا تھا۔ شروع شروع میں انہوں نے اس سے بے رخی اختیار کی۔ لیکن وہ ان سے اتنا پیار کرتی کہ وہ شرمندہ ہو جاتیں۔ وہ اس کی اتنی محبت کو دکھاوا بھی نہیں مان سکتی تھیں۔ کیونکہ یہ سب وہ مصطفیٰ یا گھر والوں کے سامنے نہیں کرتی تھی بلکہ اکیلے میں بھی وہ ان کی ڈانٹ کھا کر بھی بغیر ماتھے پر کوئی شکن لائے ان کا ہر کام خود کرتی تھی۔ اب تو وہ اس کی اتنی عادی ہو گئی تھیں کہ اس کے بغیر انہیں اپنا آپ ادھورا لگتا تھا۔ وہ انہیں اتنی ہی عزیز ہو گئی تھی جتنا مصطفیٰ تھا۔ یا شاید مصطفیٰ سے بھی زیادہ اور جہاں تک مصطفیٰ کی بات ہے۔ اس نے تو شاید اسی دن ان کی غلطیوں کو معاف کر دیا تھا۔ جس دن انہوں نے اپنی رضامندی سے کائنات اور مصطفیٰ کی شادی کروائی تھی۔ کائنات کے لیے مصطفیٰ کی محبت کا اندازہ انہیں اس ایک سال میں ہوا تھا۔ وہ اکثر خود کائنات پر رشک کرتی تھیں۔

مصطفیٰ کی آمد پر انہوں نے چونک کر گھڑی کو دیکھا جہاں سات بج رہے تھے۔ انہیں ماضی میں کھوئے ایک گھنٹہ بیت گیا تھا۔

*

UrduPhoto.co